

اہم اعلان

محترم قارئین کرام!

ہمیں امید ہے کہ ماہنامہ "رضوان" بلاناغہ آپ کو پہنچ رہا ہوگا ہمیشہ ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ رسالہ کو آپ تک وقت پر پہنچا سکیں تاکہ آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانا پڑے۔

یہ امر آپ سے پوشیدہ نہیں ہے کہ اس وقت گرانی آسمان کو چھو رہی ہے ہر چیز کی قیمت بڑھ رہی ہے کاغذ کی قیمت بھی بے تحاشا بڑھ گئی ہے۔ مجبوراً اس سہ ماہی "رضوان" کے سالانہ زر تعاون میں دس روپیہ کا اضافہ کرنا پڑ رہا ہے لہذا مارچ ۲۰۱۱ء سے رضوان کا سالانہ زر تعاون سو (100) روپیہ ہوگا امید ہے کہ قارئین اس کو خوشی قبول کریں گے۔

د سلام

فی شمارہ ۹/- روپیہ سالانہ زر تعاون ۱۰۰ روپیہ

سالانہ خریدار

نوٹ فرمائیں

رسالے کے لفافے پر جو پتا چسپاں ہوتا ہے اس کے اوپر ہر خریدار کا خریداری نمبر درج ہوتا ہے۔ خریدار حضرات نوٹ فرمائیں

اگر آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو چکی ہے تو پہلی فرصت میں اس کی توسیع فرمادیں، ورنہ آپ کی خریداری معطل ہو سکتی ہے



حسنی فارمیسی کی مفید دوائیں

نشکر

شکر کی بیماری کا اسباب بننے والا قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار شدہ میٹابولک سے شکر کو ختم کر کے خون میں شکر کو کنٹرول کرتی ہے



ہردینا

دھوک پڑنے والے تھکنے والے جسم کو تازگی بخاتا اور دماغ میں تازگی بخاتا اور دماغ میں تازگی بخاتا



بطینا بیدون

قبض اور گیس کی اسباب بننے والی جگہ پر تھکنے والے کو دہریہ والا ہے نظر سیرپ پیلیا جگر اور پتہ کے درد، کمزوری، درد اور پیٹری کا بے نظیر سیرپ استعمال کریں، آرام کریں



روزامین

سردیوں اور جلدی امراض کا مشورہ دار، تھکنے والے جسم کو تازگی بخاتا اور دماغ میں تازگی بخاتا



مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں



HASANI PHARMACY

PH. (O) 202677, (R) 229021 (F) 229174 (M) 9838023223, 177/41 GWYNNE ROAD LUCKNOW-226018 UP (INDIA)

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

جون ۲۰۱۱ء



LW/NP 58

RIZWAN

R.N. 2416 /57

172/54 Mohammad Ali Lane Gwynne Road Lucknow-226 018.

Ph. 270406

بچوں کی

قصص الانبیاء

از: امۃ المسلمین

چار حصوں پر مشتمل اس کتاب میں بچوں کی آسان زبان میں انبیوں کے حالات لکھے گئے ہیں۔ صرف قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں، اس کتاب کے بارے میں مفسر قرآن مولانا عبد الماجد دریا آبادی فرماتے ہیں:-

”ان سے چھوٹے بھائی مولانا فیہ الواسن علی ندوی کی کتاب ”قصص النبیین للاطفال“ اب نہ کسی تعریف کی محتاج ہے نہ تعارف کی، سلیس و سستہ عربی میں پیغمبروں کے سچے سبق آموز پڑھایت حالات لڑکوں اور بوڑھوں سب کے پڑھنے کے قابل، ان بہن صاحبہ نے یہ کیا کہ انھیں مطالب کو عربی سے اردو میں منتقل کر دیا ہے، کتاب ترجمہ نہیں ترجمہ سے کچھ بڑھ کر ہے زبان کی خوبیاں دیکھنے سے تعلق کرتی ہیں، جو لڑکے لڑکیاں اس کو پڑھیں گے“

حصہ اول

حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود حضرت صالح قیمت۔ ساقہ ساتھ اردو زبان

حضرت دہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام قیمت۔ بھی یہ سیکھتے

حضرت سوم، حضرت موسیٰ علیہ السلام قیمت۔ جائیں گے

حضرت چہارم حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیمت۔

ملکت اسلام ۱۷۲/۵۴ محمد علی لین گون روڈ
لاکھنؤ، لاہوری۔ ۲۲۶۰۱۸

بِیادگار حضرت مولانا محمد شاکر حسنی رحمۃ اللہ علیہ

جوایتین کا ترجمان

ماہنامہ
نکھ
نوم

جلد پنجم
جون ۱۹۵۳ء
شمارہ ۶

Ph. 270406

<p>ایڈیٹر: — محمد حمزہ حسنی</p> <p>معاونین: — امامہ حسنی، میمونہ حسنی، اسحاق حسینی ندوی، جعفر مسعود حسینی ندوی</p>	<p>سالانہ چھپندہ:</p> <p>* برائے ہندوستان: — ۱۰۰ روپے</p> <p>* غیر ملکی ہوائی ڈاک: — ۲۵ امریکی ڈالر</p> <p>* فی شمارہ: — ۹ روپے</p>
--	---

نوٹ: ڈرافٹ پر 'RIZWAN MONTHLY' لکھیں

ماہنامہ رضوان، ۱۴/۵۳، محمد علی لین، گوئن روڈ، لاہور

ایڈیٹر، پریس، پبلشر محمد حمزہ حسنی نے مولانا محمد شاکر حسنی فاؤنڈیشن کے لئے نظامی آفٹ پریس پبلیشر رضوان محمد علی لین سے شائع کیا

اپنی بہنوں سے
مددیں

زبان درازی اور کینہ پروری بات بات پر لائی جھگڑا کرنا خدا اور اس کے رسول کو سخت ناپسند ہے اور ایسے شخص کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے الفاظ فرمائے ہیں: اس سلسلہ میں لوگوں میں مختلف قسم کے آدمی پائے جاتے ہیں۔ (۱) بعض لوگ غصہ دراتے ہوتے ہیں کہ الٹی سیدھی بات پر لڑ پڑتے ہیں اور جو منہ میں آتا ہے بکتے رہتے ہیں اور مد مقابل کو طعن و تشنیع کا شکار بناتے ہیں گالی گلوچ پراتر آتے ہیں ایسے شخص کے متعلق حضور نے فرمایا ہے: "اپنے بھائی کو گالی نہ دو ایسا نہ ہو کہ اللہ اس پر رحم کر دے اور تم کو اس میں مبتلا کر دے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: "لعنت کرنے والے قیامت میں نہ کسی کی سفارش کر سکیں گے اور نہ کسی کے گواہ بن سکیں گے۔ اگر کسی سے کبھی کوئی کلمہ نکل جائے جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچے تو اس کے لیے دعا کرے اور اس سے معافی کا خواستگار ہو۔"

(۲) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ غصہ میں آکر انسان تو انسان حیوان ہوا، درخت زمانہ اور ان جیسی قسموں کو گالی دینے لگتے ہیں جو حد درجہ مضحکہ خیز ہے حدیث شریف میں آتا ہے: "رات اور دن چاند سورج اور ہوا کو گالی نہ دو اس لیے کہ وہ کچھ لوگوں کے لیے رحمت ہے اور کچھ لوگوں کے لیے عذاب۔"

(۳) بعض آدمی اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ وہ زندوں کو چھوڑ کر مردوں کو برا بھلا کہتے ہیں یہ کتنی بزدلی کی بات ہے کہ جو جواب نہ دے سکیں ان کو گالی دی جاتی۔

حضور نے فرمایا: "مے ہر دلوں کو برا بھلا مت کہو اس لیے کہ انہوں نے جو کچھ کیا تھا بالیا۔" دوسری جگہ ارشاد ہے: "اپنے مردہ بھائیوں کی بھلائیوں کا ذکر ان کی برائیوں سے قطع نظر کرو۔" غرض انسان کو اپنے دل و زبان کی بے باکی، کینہ پروری، گستاخی، سخت کلامی، دل آزاری اور فسق و کفر کے کلموں سے احتیاط کرنا چاہیے کسی کو جلدی سے گراہ نہ کہہ دینا چاہیے فاسق و فاجر کہہ دینا بعض دفعہ وبال جان بن جاتا ہے۔

آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنتے چلیے: "کوئی آدمی کسی پر فسق یا کفر کی تہمت نہ لگائے اگر وہ شخص جس پر تہمت لگائی گئی اس کا مستحق نہیں ہے تو وہ تہمت لگانے والے پر لوٹ آتی ہے۔"

۱۹	حضرت سید احمد شہید	۳	اپنی بہنوں سے
۲۲	خودکشی حرام ہے	۴	کتاب ہدایت
۲۹	بیمار پرسی کا ثواب	۶	حدیث کی روشنی
۳۳	عورت چمن کا ثبات	۹	سیرتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
۳۵	قدرتی اشیاء	۱۲	ہدایت کے ستارے
			آزاد شاہی چیدر

یتیموں، مسکینوں اور یتیم خانوں کے ساتھ نرمی

تاکہ یہ ہم پر جرات نہ کرے اس بات کا آپ کے دل میں کچھ خیال گذرا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔
وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَكَ دَعْوَهُمْ
يَا لَعَنَآرَۃً وَالْعَشِيْرَۃَ يَرْيَدُوْنَ
وَجَهَنَّمَ (نعام ۷۰-۷۱)
ترجمہ: ان لوگوں کو نہ نکالو جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں۔ (مسلم)

غریبوں کی دل شکنی

حضرت عمرو بن عاصؓ نے روایت ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی کہ مسلمان صہیبؓ اور بلالؓ اور کچھ لوگ بیٹھے تھے کہ ابو سفیانؓ ادھر سے گزرے تو ان لوگوں نے کہا ابھی تک اللہ کی تلواریں نے اللہ کے دشمنوں میں اپنا اثر نہیں کیا حضرت ابو بکرؓ نے کہا تم قریش کے سردار اور بزرگ کے متعلق ایسی باتیں کہتے ہو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی کہی ہوئی بات کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکرؓ تم نے شاید ان کو ناراض کر دیا ہے تو البتہ تم نے اپنے رب کو ناراض کیا۔ حضرت ابو بکرؓ ان لوگوں کے پاس آئے اور کہا اے بھائیو کیا میری بات نے تم کو

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَلْدَبُ بِالذِّئْبِ
فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيْمَ
وَلَا يَحْفَظُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِيْنِ
(معاونہ ۱۷)
کیا تم نے دیکھا جو دین کو جھٹلاتے ہیں یہ وہی ہیں جو یتیم کو دھکے دیتے ہیں اور مسکین کو کھانے پر رغبت نہیں دلاتے۔
غریب مسلمانوں کی فضیلت

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ ہم اور ابن مسعودؓ اور بلالؓ ان کے علاوہ دو آدمی جن کا نام میں بھول گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے قریش نے ہم لوگوں کو دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ ان لوگوں کو نکال دیجئے

وَإِخْفَىٰ جَنَاحَكَ لِلْمَوْءِنِيْنَ
(حجر ۷۰)
اپنے بازو مسلمانوں کے لیے جھکا دو
وَاصْبِرْ لِنَفْسِكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَكَ
رَبَّهُمْ بِاللَّغْوِ وَالْعَشِيْرَۃَ يَرْيَدُوْنَ
وَجَهَنَّمَ وَلَا تَلْعَنُوْا كَعَنْهُمْ
سُرِّيْدَ ذِيْمَتِ الْعِيُوْبِ الدَّنِيَا
(کہف ۷۳)
اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ رکھو جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمخاری آنکھیں ان سے نہ بھریں کہ تم دنیا کی زندگی کی زینت چاہو۔
فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تُقَهَّرْ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (ضحیٰ ۱۷)
یتیم پر زبردستی مت کرو اور سائل کو مت جھڑکو۔

ناراض کر دیا۔ انہوں نے کہا نہیں اللہ تم کو بخشے لے میرے بھائی (مسلم)
یتیم کی کفالت

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے۔ کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں کچھ فرق رکھ کر بتایا کہ اس طرح ہے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم کی کفالت کرنے والا خواہ اس کا ہوا یا وہ ہو وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے راوی نے کلمہ کی انگلی ملا کر بتایا کہ اس طرح۔ اور وہ راوی مالک بن انسؓ تھے۔ (مسلم)

مسکین کی تعریف

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں ہے کہ ایک لقمہ یاد دے لقمے ایک کھجور یاد دے کھجوریں اس کو پلٹا دیں۔ مسکین وہ ہے جو محتاط رہے۔ (بخاری مسلم)
اور ان دونوں کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پاس آئے اور جگے اور ایک یاد دے لقمے ایک کھجور یاد دے کھجوریں اس کو پلٹا دیں۔ مسکین وہ ہے کہ ایسی دولت نہ پائے جو اس کے کافی ہو نہ کسی کو اس کی مفاسی کا احساس ہو اور نہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا پھرے۔

بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کا ثواب

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو درویشوں کی پرورش اس وقت تک کرے کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت کے دن وہ آئے گا میں اور وہ اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا دیا ہے (مسلم)
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ درویشیاں تھیں اس نے مجھ سے سوال کیا میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ بھی نہیں تھا وہی میں نے اس کو دے دیا۔ اس نے اپنی دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا خود کچھ نہ کھایا اور چلی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے یہ قصہ آپ سے بیان کیا۔ آپ نے

بری دعوت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برا کھانا و لیمہ کا وہ کھانا ہے کہ ان لوگوں کو روکا جائے جو خود سے آئیں اور ان کو بلایا جائے جو انکار کریں۔ اور جو دعوت قبول نہ کرے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا۔ اور مسلم

بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمائی کہ بدترین و لیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں امیروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے۔ (بخاری مسلم)

لڑکیوں کی پرورش

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو درویشوں کی پرورش اس وقت تک کرے کہ وہ جوان ہو جائیں تو قیامت کے دن وہ آئے گا میں اور وہ اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا دیا ہے (مسلم)
حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ درویشیاں تھیں اس نے مجھ سے سوال کیا میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ بھی نہیں تھا وہی میں نے اس کو دے دیا۔ اس نے اپنی دونوں لڑکیوں میں تقسیم کر دیا خود کچھ نہ کھایا اور چلی گئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے یہ قصہ آپ سے بیان کیا۔ آپ نے

زندہ ہیں اللہ کی تلواروں نے ان کا کام تمام نہیں کیا۔
 آگ سے تودہ لڑکیاں اس کے لیے آگ سے پردہ بن جائیں گی۔
 (بخاری مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ اس نے مجھ سے کھانا مانگا میں نے اس کو تین کھجوریں دیں عورت نے ایک ایک کھجور اپنی دونوں لڑکیوں کو دی اور ایک کھجور کھانے کی نیت سے اپنے منہ تک لے جانے لگی تھی کہ لڑکیوں نے پھر مانگا۔ عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک دونوں کو دے دیا اور چلی گئی۔ مجھ کو اس کی حالت پر تعجب ہوا میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں لڑکیوں کے ذریعہ اس پر جنت واجب کی اور دوزخ سے آزاد کیا۔ (مسلم)

اللہ کہ شاید اس طرح یہ اللہ کے دین کی طرف متوجہ ہوں اور یہ تو میرے ہی گھر میں پھر آئیں گے۔
 سب سے مطلب یہ کہ ابو سفیان اب تک

اور بندہ کی خرید و لداہی اور ناز برداری مقصود ہے اس کی رضا کا لفظ پہلے آیا ہے۔ اس کے تسلیم و رضا صحبت و جان نشاری اور اس نسبت الہی کی

ترجمانی و عکاسی بھی ہوتی ہے جو دنیا سے رخصت ہوتے وقت اللہ کے مخلص و مقبول بندوں میں پورے جوش اور کمال پر ہوتی ہے اور اطمینان نفس کی وہ کیفیت جو ان کی پوری زندگی میں جلوہ گر تھی اس لمحہ میں نقطہ عروج پر پہنچ جاتی ہے اس کے بعد اللہ کے ان خوش نصیب بندوں کے ساتھ شمولیت اور ایمان کے ساتھ دنیا سے گئے اور جنت کے داخلہ میں کوئی فاصلہ اور حجاب باقی نہیں رہتا اور یہ نوید جانفزا اس کو رخصت ہونے سے پہلے ہی مل جاتی ہے تفسیروں میں آتا ہے کہ مومن کی روح قبض کرتے وقت فرشتے یہی آیت پڑھتے ہیں اور اسی پیام بشارت پر اس کی روح بہت سہولت اور سبک روی کے ساتھ نکلتی ہے۔

ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلم کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑ کر رکھے۔ وہ دونوں ملیں تو یہ اس طرف منہ پھیرے اور وہ اس طرف منہ پھیرے اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔ (بخاری مسلم)

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے۔

سامان ہے اور جن میں ہزاروں عبرتیں اور حکمتیں ہیں، سبھی دنیا سے جاتے ہیں سب جاتے والے ہیں جن کی جتنی بھی زندگی ہے بہر حال اس نے دنیا کو الوداع کہتا ہے۔ پیغمبروں کے لئے بھی یہی ہے۔

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل: حضور ﷺ کا نام لے کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ اللہ کے رسول ہیں قد خلت من قبله الرسل۔ آپ سے پہلے جو پیغمبر تھے وہ دنیا سے چلے گئے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کو بھی ایک مرتبہ دنیا کو الوداع کہنا ہے اور رخصت ہونا ہے اور اس مقام میں جانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر اور مختص فرمایا ہے کہ اللہ کے ایک پیغمبر کے انتقال کا ایک واقعہ اس کو قیامت تک کے لیے کیوں دوام اور عمومیت بخشی جا رہی ہے اور اس کو قابل توجہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ سوچنے کی بات ہے مگر بہت سی چیزیں جو بہت اہم معلوم ہوتی ہیں اور ان میں کوئی ایسی گروہ نہیں ہوتی تو ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ہم نے سے اکثر لوگوں کا معاملہ بھی یہی ہے کہ ہم نے غور نہیں کیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ اس واقعے کو کیوں بیان فرما رہا ہے۔ مسلمانوں کو خطاب کر کے قرآن مجید کے پڑھنے والوں کو خطاب کر کے (اعوذ باللہ من الشيطان الرجيم) ام کتم شفاء از حضرت یعقوب الموت تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کا آخر وقت آیا۔ یہ قرآن مجید کا

ام کتم شهداء اذ حضر يعقوب الموت اذ قال لبيته ما تعبدون من بعدى قالوا نعبد الهك واله آباءك ابراهيم واسماعيل واسحق الها واحد ونحن له مسلمون۔
 جو چیز سامنے بابر آتی ہے کتنی دکانوں کے سائے لورڈ ہیں جو ہر وقت نظر سے گزرتے رہتے ہیں اگر پوچھا جائے کہ فلاں بازار سے جس سے آپ روزانہ گزرتے ہیں اور کئی کئی بار گزرتے ہیں اس میں دائیں طرف کی دکان پر ایک سائے لورڈ لگا ہوا ہے وہ کیا ہے؟ تو آپ کہیں گے ہم نے کبھی غور سے پڑھا نہیں۔ یہ اکثر ان چیزوں کے ساتھ پیش آتا ہے جس سے واسطہ پڑتا ہے اور نگاہیں جس کی عادی ہو جاتی ہیں۔
 قرآن مجید کی یہ آیت جو پہلے ہی پارے کی آیت ہے اور اس کا ترجمہ عام طور پر قرآن مجید کے ترجمے میں موجود ہے اللہ تعالیٰ ان مترجمین کو جزائے خیر دے کہ ان ترجموں کے ذریعے سے مسلمان پڑھتے ہیں اور جو براہ راست عربی زبان سے واقف ہیں وہ خدا کو پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں لیکن بہت کم غور کرنے کی نوبت آئی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے اس اہتمام کے ساتھ (اگر یہ لفظ غیر شایان شان اور بے ادبی کے نہ ہوں تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے) اس واقعے کو بیان کرنے کو کیوں ترجیح عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ جس کی شان یہ ہے کہ جو چیز بھی اس سے نسبت رکھتی ہے وہ ضروری ہے معنوی ہے مناسب حال ہے مناسب وقت ہے اور فطرت کا تقاضا ہے اس میں اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے اور بہت سے خطروں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص غور نہ کرے تو کسے گا کہ ایک پیغمبر کے انتقال کے وقت کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اس کی قانونی علمی تاریخی تہذیبی اور معنوی طور پر کیا اہمیت ہے لیکن اللہ تعالیٰ جس چیز کا انتخاب فرمائے اور اپنے اس کلام میں جس کو قیامت تک باقی رہنا ہے اور دنیا کے تمام انسانوں کو ہی نہیں بلکہ جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ با توفیق انسان کو پڑھنا ہے بار بار پڑھنا ہے تو اللہ تعالیٰ ان ہی چیزوں کا ذکر فرمائے گا جن میں غور کرنے کا مواد ہے غور کرنے کا

قرآن مجید کی یہ آیت جو پہلے ہی پارے کی آیت ہے اور اس کا ترجمہ عام طور پر قرآن مجید کے ترجمے میں موجود ہے اللہ تعالیٰ ان مترجمین کو جزائے خیر دے کہ ان ترجموں کے ذریعے سے مسلمان پڑھتے ہیں اور جو براہ راست عربی زبان سے واقف ہیں وہ خدا کو پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں لیکن بہت کم غور کرنے کی نوبت آئی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے اس اہتمام کے ساتھ (اگر یہ لفظ غیر شایان شان اور بے ادبی کے نہ ہوں تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے) اس واقعے کو بیان کرنے کو کیوں ترجیح عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ جس کی شان یہ ہے کہ جو چیز بھی اس سے نسبت رکھتی ہے وہ ضروری ہے معنوی ہے مناسب حال ہے مناسب وقت ہے اور فطرت کا تقاضا ہے اس میں اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے اور بہت سے خطروں سے نجات حاصل کی جاسکتی ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص غور نہ کرے تو کسے گا کہ ایک پیغمبر کے انتقال کے وقت کا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے۔ اس کی قانونی علمی تاریخی تہذیبی اور معنوی طور پر کیا اہمیت ہے لیکن اللہ تعالیٰ جس چیز کا انتخاب فرمائے اور اپنے اس کلام میں جس کو قیامت تک باقی رہنا ہے اور دنیا کے تمام انسانوں کو ہی نہیں بلکہ جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ با توفیق انسان کو پڑھنا ہے بار بار پڑھنا ہے تو اللہ تعالیٰ ان ہی چیزوں کا ذکر فرمائے گا جن میں غور کرنے کا مواد ہے غور کرنے کا

طریقہ میں اور خاص اسلوب ہے کہ وہ جب کسی چیز کو مستحضر کرنا اور اسے آنکھوں کے سامنے لانا چاہتا ہے تاکہ وہ مشاہدین جائے تو اس طرح خطاب کرتا ہے کہ تم اس وقت تھے جب یعقوب کا آخری وقت آیا ان کا دم واپس تھا۔ از قال لہ بعد من بعدی۔ (جب کہ انہوں نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ تم مجھے یہ بتا دو کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے) اب ہمیں سے اپ سوچئے کہ معاملہ ہے حضرت یعقوب کا اور یعقوب کون ہیں؟ یعقوب بن اسحاق لہ ایمم نبی کے بیٹے اور نبی کے بچے حضرت اسحاق لہ ایمم۔ ان کے دادا نبی ہیں اور وہ کیسے نبی ہیں۔ لہ ایمم خلیل اللہ جن کو اللہ اپنا دوست کہتا ہے لہ ایمم خلیل اللہ کے پوتے ہیں اسمعیل و سید الانبیاء سید المرسلین خاتم النبیین رسول اللہ ﷺ کے جد امجد ہیں ان کے بچے ہیں اور خود پیغمبر ہیں اور خود پیغمبر کے باپ بھی ہیں اور پیغمبر کی اولاد بھی ہیں۔ یوسف خدا کے پیغمبر ہیں ان کے صاحبزادے ہیں کیا ماحول ہے اس گھر کا اس کا آپ ذرا خیال کیجئے۔ کسی عالم کے کسی شیخ وقت کسی مصلح یہاں تک کہ کسی واعظ کے کسی پڑھے لکھے مسلمان کے متعلق بھی یہ خیال نہیں ہو تاکہ وہ اپنے انتقال کے وقت یہ بات پوچھے گا اللہ تعالیٰ کا نام ان کو سکھایا گیا ہے کلمہ پڑھتے ہیں اپنے کو مسلمان کہتے ہیں سب کے نام مسلمان کے سے ہیں اور پھر اس میں جو لوگ بلوغ کو

پہنچ گئے ہیں یا اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے گھروں کے ماحول پر دینی فضا چھائی ہوئی ہے وہ مسجدوں میں جاتے ہیں لڑکپڑھتے ہیں اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنے ماں باپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں اور اپنے گھر میں اللہ اور رسول ہی کا ذکر سنتے ہیں تو ان سے اس کے پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ پوچھنے کی باتیں بہت ہیں اور سب جانتے ہیں اگر دنیا میں وصیت ناموں ہی کو جمع کیا جائے تو ایک بہت بڑا کتب خانہ تیار ہو جائے۔ تاریخ اور ادبیات اور انسانی ضروریات اور انسانی تقاضوں کا ایک بہت بڑا مرقع سامنے آجائے یہ کام اگر کسی کو فرصت ہو تو یہ کر سکتا ہے یہ کتابوں میں موقر طبقے کے لوگوں کی جو وصیتیں درج ہیں ان کو جمع کر دے علماء مشائخ و مصلحین اور داعیان و والیان ریاست اور اہل حکومت کی وصیتیں کو ایک جا جمع کرے تو انسانی احساسات اور انسانی عقل و دانائی کا اور اپنی اولاد سے درخاستے تعلق کا ایک ایسا نقشہ سامنے آجائے کہ اس سے نفسیات انسانی کے بڑے عجائبات کے انکشافات سامنے آجائیں اور معلوم ہو کہ انسان میں قدر مشترک کتنا ہے ان کی وصیت اکثر نہیں سیکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں نے کی۔ یہ دیکھے گا کہ بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ دیکھو سب سے زیادہ جو کان میں پڑی ہے اور کتابوں میں دیکھی ہوئی ہے کہ جانے والے باپ نے صبر کرنے والے باپ نے جو

دنیا سے رخصت ہونے والا ہے اور باپہ رکاب ہے اس نے اپنے بچوں کو جمع کیا سب شریف زادے سب اچھے خاندان کے لوگ اور ان میں کئی پڑھے لکھے اور ان میں کتنی تربیت یافتہ ان سے عام طور پر ہم نے جو کتابوں میں دیکھا وہ یہ کہ ان سے کہ دو کہ بیٹو لڑنا جھگڑنا نہیں اتحاد کے اور شرافت کے ساتھ رہنا۔ یا یہ ملتا ہے کہ دیکھو بیٹو فلاں جگہ میں نے رقم دبا رکھی ہے تمہارے لیے ابھی تک بتایا نہیں تھا فلاں جگہ تم کھودنا تم کو وہاں خزانہ ملے گا۔ وہاں دینیہ ہے یا یہ کہا کہ دیکھو ہمارا اتنا قرض دوسروں پر آتا ہے لکھ لو اس کو فلاں فلاں آدمیوں کے ذمے ہماری اتنی اتنی رقم ہے اس کو وصول کر لینا اور یہ دستاویز ہے ان کا اقرار نامہ یہ دیکھنا یا بہت زیادہ اگر احتیاط اور تقویٰ ہو تو یہ کہا کہ دیکھو بیٹو میرے بچو اور میری آنکھ کے تار و اسر پیارو مجھ پر (تمہارے باپ پر) اتنے لوگوں کا مطالبہ ہے قرض ہے اور اس کو بھولنا نہیں۔ جن کو بہت خدا کا ڈر ہے متقی لوگ ہیں وہ یہ کہتے ہیں یہ کس طرح کی وصیت ہے سوچئے آپ ذرا سامنے ذہن کو حاضر کر کے اور اس وقت کو سامنے لا کر یہ ہیں کون جن سے بات ہو رہی ہے یہ نبی زادے ہیں ولی زادے نہیں ولی زادے بڑی چیز سمجھتے جاتے ہیں بزرگ زادے بڑی چیز سمجھتے جاتے ہیں عالم زادے بڑی چیز سمجھتے جاتے ہیں تو اس پر ہمارا ایمان بنا چاہئے اگر ہمارا ایمان اس پر نہیں تو

ہمارا ایمان ناقص ہے کہ پیغمبر زادے ہیں بڑھ کر اس وقت نوع انسانی میں کسی کو نہیں کہا جا سکتا ہے اور پوری روئے زمین پر ان سے بڑھ کر قابل احترام قابل محبت اور قابل اعتماد کوئی اور انسانی مجموعہ نہیں ہو سکتا نبی کے بیٹے نبی کے بچے نبی کے پوتے سب کے سب ہیں۔

اور انہوں نے اپنے گھروں میں دیکھا کیا ہے اپنے گھروں میں دیکھا ہے کہ نمازیں ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جا رہا ہے ذکر ہو رہا ہے دعاؤں میں رویا جا رہا ہے انی ماؤں کو دیکھ انہوں نے کہ بڑے گڑگڑا کر اپنے لیے ان کے لیے دعائیں کر رہی ہیں اور ان گھروں میں خدا کے نام کے سوا کوئی نام نہیں لیا گیا سنا ہی نہیں انہوں نے کہ دنیا میں کوئی اور بھی ہے اور اس کائنات پر اثر رکھتا ہے اور وہ نفع و ضرر کا مالک ہے اور اس سے کچھ مانگا جا سکتا ہے کچھ اس سے امیدیں کی جا سکتی ہیں توحید کے سوا کوئی عقیدہ نماز روزہ کے سوا کوئی عبادت اور اللہ کے خوف و محبت کے سوا کوئی انہوں نے دعوت سنی ہی نہیں لیکن کیا بات ہے عشق است و ہزار بدگمانی

جب یقین ہوتا ہے آدمی کو اہمیت ہوتی ہے کسی چیز کی تو وہ پھر معقولات اور عقلی چیزوں اور مفروضات اور قیاسات پر عمل نہیں کرتا یہی فرق ہے اگر آدمی ہمارے واقعی ہمارے تو ساری احتیاطیں اٹھ جاتی ہیں کتنا ہی وہ غیور ہو اور کتنا ہی وہ خود دار ہو کتنا ہی وہ ضابطہ ہو کتنا ہی

وہ صابر اور متحمل ہو وہ کہہ دیتا ہے اپنے لڑکوں سے اپنے عزیزوں سے کہ ہمیں یہ تکلیف ہے ڈاکٹر کو بلا لو حکیم کو دکھاؤ اسی طریقے سے اگر کوئی بھوکا ہوتا ہے (واقعی اگر بھوک ہے) تو پھر وہاں پر غیرت نہیں چلتی کہ ہم کس منہ سے کہیں کہ کھانا لاؤ کھانے کا وقت ہو گیا ہے بڑے بڑے امیر زادے نواب زادے اور والیان ریاست اور حکما اور جوان سب چیزوں سے بالاتر سمجھے جاتے ہیں وہ بھی ایسے موقع پر اپنی بھوک کا احساس ظاہر کر دیتے ہیں تو سارا معاملہ اہمیت کے احساس کا ہے تو بتائے کہ حضرت یعقوب نے کیوں اپنے لڑکوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا۔

آخری وقت اور تھوڑا ہی وقت ہے بات کرنے کا اس کو اس دنیا سے جانے والے خود بھی سمجھتے ہیں اور وہ خدا کا پیغمبر جو مصلح من اللہ ہوتا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے اس کو کیوں نہ اس کا احساس ہو گا کہ بس اب چند ہی منٹ کے بعد دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں ان بیٹوں پوتوں کو بلا کر ان سے بات کرنے کی بات کیا ہو سکتی تھی تو ہماری سمجھ میں تو یہی آتی ہے اور یہ ہم نے دیکھا کہ کتابوں میں وصیت ناموں میں جانے والے کی گفتگو کے ریکارڈ اگر ہوں تو ریکارڈ ورنہ جن لوگوں نے دیکھا ہے جن کو اتفاق ہوا ہے سب جانتے ہیں کہ یہی کہا گیا ہے کہ دیکھو بھائی مل جل کر رہنا صلح و اشتی کے سلیقے اور تہذیب کے ساتھ رہنا

اپنی ماں کا حق جو میں چھوڑ کر جا رہا ہوں خیال رکھنا عزیزوں کا خیال رکھنا صلہ رحمی کا خیال رکھنا ہے۔

ہزاروں برس سیکڑوں برس سے یہ دور چل رہا ہے کہ ایسے موقع پر ان باتوں کا اطمینان حاصل کیا جاتا ہے لیکن کیا بات ہے جس بات یہی ہے کہ جو دل سے لگی ہوتی ہے جس کیس اہمیت ہوتی ہے اور جس کو آدمی فیصلہ کن سمجھتا ہے جس کو سمجھتا ہے کہ یہ چیز دائمی سعادت یا دائمی شقاوت کا سبب ہے اس کی طرف پہلے توجہ کرتا ہے سارا معاملہ کسی چیز کے انتخاب میں اہمیت کے احساس کا ہے ہماری پوری زندگی اس پر چل رہی ہے پچاس کام ہیں ملت کے۔ ہم ان میں سے کسی کی اہمیت کا انکار نہیں کرتے ہیں گناہ گار جو آپ سے بات کر رہا ہوں خود بھی میری زندگی ایسی ہے جس سے لوگ واقف ہیں میں کتنی انجمنوں کا ذمہ دار ہوں بعض میں شریک ہوں تشریف کے لیے میں نہیں کہتا۔ رابطہ اوب اسلامی ہے اس کے اور مجلس تحقیقات و نشریات اسلام اور سب سے بڑھ کر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ہے اور ایسے اور بھی کئی ہندوستانی اور ہندوستان سے باہر کی تنظیمات سے میرا تعلق ہے۔

لیکن میں دینی تعلیمی کو نسل اور انجمن تعلیمات دین کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ اپنے بچوں کے دین و ایمان کی حفاظت دین و ایمان کی معرفت اور پھر اس

پھر اس کی حفاظت اور پھر اس کی غیرت اور پھر اس پر زندگی گزارنے اور اس پر دنیا سے رخصت ہونے کے کام کو سب سے زیادہ اہمیت دیں اس کے لیے اس سے بہتر واقعہ نہیں ہو سکتا جو میں نے آپ کو سنایا یعقوب نے اپنے چچوں کو کہا ان کے پوتے بھی ہوں گے اس لیے کہ بڑی عمر میں ان کا انتقال ہوا ہوگا اور اس زمانے میں بھی لمبی عمریں ہوتی تھیں۔ مگر ہمرا ہوگا اس میں بچے پوتے نواسے بھانجے اور بھانجیاں سب کو شامل سمجھیے عربی کا لفظ لبیہ ہے جو ان سب پر مشتمل ہے تو ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت کیا اے قرآن کے پڑھنے والو کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کا آخری وقت آیا اور موت سامنے آکھڑی ہو گئی گویا بالکل دم واپسی تھا (اذ قال لبیہ ما تعبدون من بعدی) انھوں نے اپنے بچوں سے کہا کہ بیٹو میرے جگر کے کھڑو، لخت ہائے جگر، نور نظر، یہ بتادو ایک بات میں سننا چاہتا ہوں ایک بات کا اطمینان لے کر دنیا سے جانا چاہتا ہوں۔ کوئی بات قرآن میں اس کے علاوہ کئی نہیں گئی اور ان کی تاریخ میں اور سیرت میں بھی نہیں ملے گی اور صحف سلوی میں بھی نہیں ملے گی کہ انھوں نے اس وقت جب بالکل یہ سمجھے کہ چند سانسوں کا معاملہ تھا کتنی سانسیں اور باقی ہیں۔ ما تعبدون من بعدی کہ تم میرے بعد عبادت کس کی کرو گے سر کس کے سامنے جھکاؤ گے میں آپ سے

یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ گویا بالکل دیکھ رہا ہوں اور سن رہا ہوں کہ دنیا میں یہ بات کوئی شخص بھی کہیں کہے گا۔ اور یعقوب نے یہ بات کہی تو قرآن مجید نے اس کا ذکر نہیں کیا تو اس میں بڑی حکمتیں ہیں اس کے جواب میں پہلے انھوں نے یہ کہا ہوگا لیکن غیرت توحید نے اور نبوت کے شرف اور اعزاز نے اس کی وجہ سے اس کا محل نہیں تھا کہ کوئی بچ میں بات اور آتی اللہ تعالیٰ نے فوراً ان کا جواب نقل کر دیا یعنی خدا کی خود سے جو توحید کی وحدانیت ہے اس نے گوارا نہیں کیا کہ ان کے سوال ان کے جواب کے درمیان کوئی اور بات آجائے مگر میں قیاسا کہتا ہوں کہ غیب ممکن ہے کہ انھوں نے یہ کہا ہوگا کہ لباجان، داداجان، نانا جان، یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے آپ نے ہمیں سکھایا کیا تھا اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کیا اور اس گھر میں ہوتا کیا ہے اور ہم کس کی اولاد ہیں ہماری رگوں میں کس کا خون ہے بتائیے آپ میں سے کون سا خاندان ہے دنیا میں ایشیا افریقہ اور یورپ امریکہ کا کیا ذکر ہے خالص اسلامی ممالک میں جہاز میں یہاں تک کہ میں کہتا ہوں حرمین شریفین میں اور خاص کر مکہ معظمہ میں اور خاص بیت اللہ کے سائے میں اور خاص مدینہ طیبہ میں اور مسجد نبوی کے سائے میں کون سا خاندان اس کو اس سے زیادہ یہ کہنے کا حق تھا کہ ہم سے پوچھنے کی بات ہے۔ یہ معمولی معمولی خاندان والے کہہ سکتے ہیں

حضرت یعقوب کا خاندان کیوں نہ کہتا تو بالکل ہمارے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ انھوں نے کہا ہوگا کہ لباجان، داداجان، نانا جان آپ ہم سے یہ پوچھتے ہیں آپ نے ہمیں سکھایا کیا ہے ہمارے متعلق خطرہ کیوں آپ کو پیدا ہوا لیکن بھائی

عشق است و ہزار بدگمانی
جب کسی کو کسی چیز کی اہمیت ہوتی ہے تو وہ عقلیات و مفوضات پر نہیں چلتا اور پھر وہ رسم و رواج پر بھی نہیں چلتا وہ بالکل اس وقت کے قرائن اور اس وقت کے قیاسات سب سے بالاتر ہو کر وہ بات کرتا ہے جو اس کے دل سے لگی ہوتی ہے سارا معاملہ دل سے لگے ہونے کا ہے۔ یہ بات جتنی دل سے لگی ہوتی چاہیے مسلمانوں کے دل سے نہیں لگی ہے سارا خطرہ اس بات کا ہے کہ اس بات کی جو اہمیت ہوتی چاہیے تھی وہ مسلمانوں میں نہیں ہے۔ یہ بات میری طرف منسوب کر کے کہی گئی ہے میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے کہا کہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ اگر مسلمان اپنے بچے کو (اور میں نے کہیں کہا بھی ہے) خواب میں بھی کسی دوسرے مذہب کی عبادت گاہ کی طرف جاتے ہوئے کسی بیڑے کے نیچے جھکتے ہوئے کسی بیڑے جیسے کے سامنے بیڑے ادب کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے اور سر جھکاتے ہوئے دیکھے تو چیخ اٹھے اور سارا گھر جمع ہو جائے اور ایک ہنگامہ برپا ہو جائے۔ خیریت ہے، خیریت ہے کیا

دیکھا آپ نے کیا کسی کیڑے نے کاٹ لیا آپ نے کوئی بھوت پری وغیرہ دیکھا نہیں نہیں میں نے کچھ نہیں دیکھا میں نے یہ دیکھا کہ میرا بیٹا غیر اللہ کے سامنے سر جھکا رہا ہے غیر اللہ کے آگے ایسے ادب سے کھڑا ہوا ہے جو توحید کے خلاف ہے اور غیرت اسلامی کے خلاف ہے مسلمانوں کا مزاج یہ ہونا چاہیے۔

سارا معاملہ اس وقت یہ ہے جس کے لیے ساری کوشش کی جا رہی ہے میں اس بارے میں معتبر گواہ تسلیم کیا جا سکتا ہوں کہ شروع سے اس کے کارکنوں میں اور خادموں میں ہوں اور اس کا نقشہ بنانے والوں میں ہوں کہ سارا ڈر جو اس وقت پیدا ہو گیا ہے جو اصل اس کوشش کا باعث ہے اس پریشانی اور فکر مندی کا وہ یہ کہ مسلمانوں کے دل سے یہ بات لگی ہوتی چاہیے کہ ہماری اولاد کس کے سامنے سر جھکائے گی کس کو اس کائنات کا خالق و مالک مانے گی کس کو نفع و ضرر کا مالک مانے گی کس کو قسمتوں کا بنانے اور بگاڑنے والا مانیں گی اور کس سے حقیقی طور پر سب سے ڈریں گی یہ بات جتنی مسلمانوں کے دل سے لگی ہوتی چاہیے تھی لگی ہوئی نہیں ہے اور سارا خطرہ اس کا ہے اور سارا معاملہ دل کے تاثر کا اور دل کو اہمیت دینے کا ہے۔ یہ ساری کائنات ساری سیاست سارا نظام مملکت اور یہ ساری جو سرگرمیاں ہیں انسانوں کی وہ سب درجے کے پہچاننے پر لگی ہوئی ہیں ان سب کا جو مرکزی نقطہ ہے کہ

کون سی چیز کتنی اہم ہے کون سی چیز کتنی توجہ کی مستحق ہے تو صاف آپ نے کہتا ہوں کہ ساڈر ہندستان میں جو پیدا ہو گیا ہے وہ اس وجہ سے کہ مسلمانوں کے دل سے یہ بات جتنی لگی ہوئی چاہیے تھی وہ لگی ہوئی نہیں ہے ہماری اولاد ہمارے بیٹے ہمارے پوتے ہمارے بھانجے ہمارے خاندان کے افراد ہمارے باپ کس دین پر رہیں گے اور کس کو خدا سے واحد مانیں گے اور ان کے کیا عقائد ہوں گے اور کیا وہ اسلام پر زندگی گزاریں گے اور اسلام ہی پر وہ دنیا سے جائیں گے اور ان کی وفات ہوگی یا وہ کسی اور دین کو کسی اور عقیدے کو اختیار کریں گے۔

سچی بات ہے کہ جتنی فکر ہوتی چاہیے تھی نہیں رہی۔ مسلمانوں میں کمزوری پڑ گئی ہے اور سارا خطرہ اس کا ہے اور یہی مضر ہے یہی وہ دہانہ ہے کہ جس سے سارے فتنے آسکتے ہیں ساری اعتقادی گمراہیاں آسکتی ہیں ساری بد اعمالیاں آسکتی ہیں اور ارتداد آسکتا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور یہ لفظ کہنے کی ضرورت پیش نہ آئے لیکن اسی راستے سے ارتداد آیا ہے اور اسی راستے سے ارتداد آسکتا ہے کہ وہ اہمیت وہ مقام اس کو نہیں دیا گیا آئندہ نسل کے مستقبل اور آئندہ نسل کی سیرت و اخلاق اور آئندہ نسل کے عقیدے اور اس کے دین کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جو اہمیت تعلیم کو دی گئی ہے جو اہمیت امتحانات پاس کرنے کو دی گئی ہے جو

اہمیت صحت کو دی گئی ہے۔ آپ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ و خضر کے واقعہ پر غور کیجئے یہ سوچنے کی بات ہے کہ حضرت خضر ایک بچے کو ختم کر دیتے ہیں وہ ایک معصوم بچہ ہے جس کی جان لے لیتے ہیں قرآن میں کیوں بیان کیا جا رہا ہے حضرت موسیٰ اس واقعے کو دیکھتے ہیں قرآن مجید میں یہ واقعات جو بیان کیے گئے ہیں جو اسوہ بن سکتے ہیں جس پر عمل ہو سکتا ہے لیکن کوئی فقہی مسلک (یعنی ہمارے چاروں فقہی مسلک) بھی اور حدیث و سنت بھی اور کوئی عالم کوئی مفتی اس کا جواب نہیں دے سکتا اور یہ نہیں کہہ سکتا کہ آج بھی یہ ہو سکتا ہے حرام ہے کسی بچے کی جان لینا لیکن حضرت خضر جان لیتے ہیں اور موسیٰ کے سامنے جان لیتے ہیں اور قرآن مجید اس کا ذکر کرتا ہے حال آنکہ اب اس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ کیوں تاکہ معلوم ہو کہ ایمان اتنی بڑی دولت ہے کہ اس کے لیے اللہ کے ایک ولی بندے نے خدا کے ایک نبی بندے کے سامنے (جو صاحب شریعت ہیں) اس کا گلا گھونٹ دیا جب انھوں نے پوچھا کہ ارے یہ تم نے کیا کیا تو کہا کہ یہ فتنہ خنہ والا تھا اگر یہ زندہ رہتا تو اپنے خاندان کے لیے فتنہ بیٹا اس کو نخر پر ڈال دیتا یہ سوچنے کی بات ہے یہ واقعہ کیوں اللہ تعالیٰ نے سنلایا؟ اور قرآن مجید میں جو قیامت تک پڑھی جانے والی کتاب ہے اس میں کیوں بیان کیا تاکہ مسلمان یہ سمجھے کہ

ایمان کی یہ قیمت ہے۔

تو اصل مرض جو اس وقت مسلمانوں کا ہے مسلمانوں کو اپنی آئندہ نسل کے ایمان کی جو اہمیت ہونی چاہیے اور جسے بہت ہی دل پر پتھر رکھ کر اور دل کو تھام کر کہہ دیا گیا اور معذرت کے ساتھ کہ اس کو اس کی زندگی پر بھی ترجیح دے۔

واقعی ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ والدین اپنے لڑکے کی زندگی پر ترجیح دیں اس کے با ایمان ہونے کو اور جو حضرت خضر کا میں نے واقعہ سنایا وہ یہی بتاتا ہے تو یہ حضرت یعقوب کا قصہ کیوں اللہ نے سنایا اور اس اہتمام کے ساتھ (ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت) کیا تم اس وقت موجود تھے یعنی اللہ تعالیٰ منظر سامنے لا رہا ہے کہ جب یعقوب کا آخری وقت آیا تو بچوں کو جمع کیا اور کہا کہ میرے چو، یہ بتاؤ کہ میرے بعد تم عبادت کس کی کرو گے۔ میں کہتا ہوں کہ یقیناً کہا ہو گا کہ ابا جان، دادا جان یہ بھی پوچھنے کی بات ہے۔ ارے ہم سے آپ سے پوچھ رہے ہیں۔ یہ تو کافر قبیلے سے پوچھا جائے۔ اور ہم کون ہیں۔ ہم آپ کے پروردہ آپ ہی کے جگر کے ٹکڑے آپ ہی کے جسموں کے ٹکڑے اور ہمارے متعلق تصور ہی نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کی غیرت توحید نے اتنا فصل بھی گوارا نہ کیا کہ ان سوال و جواب کے درمیان فوراً نقل کر دیا کہ نعبد الہک والہ آبا نك۔ اے

لہذا جان ہم آپ کے باپ کے آپ کے چچا کے۔ آپ دادا کے معبود کی عبادت کریں گے اور کس کی کریں گے۔ اور انہوں نے کہا کہ میں یہی سننا چاہتا تھا۔ میری پیٹھ قبر سے نہ لگتی جب تک کہ یہ اطمینان لے کر نہ جاتا۔

میں آج مسلمانوں کو اس کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی اولاد کے با ایمان ہونے اور توحید کے قائل ہونے، توحید خالص کا قائل ہونے، صاف کہتا ہوں کہ خدا کے سوانہ فرشتے اور اولیاء اللہ، نہ خدا کے پیغمبر نہ قطب و لہدال، کوئی کسی کا اس ملک میں اللہ کی سلطنت میں کوئی کسی کا تصرف نہیں ہے (الا لہ الخلق والامر)۔ یاد رکھو کہ اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا کام ہے چلانا۔ اس دنیا کو نہ کوئی اولاد دے سکتا ہے، نہ قسمت بنا سکتا ہے۔ تمام اولیاء اللہ سر آنکھوں پر، انکے حالات اور ان کے لئے دل میں جو مقام ہے وہ لوگ جانتے ہیں جنہوں نے کم سے کم میری کتابیں ہی پڑھی ہیں، بزرگان دین کے حالات لکھنے کی سعادت ہوئی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی بھی ہیں خواجہ نظام الدین اولیاء بھی ہیں اور محبوب الہی اور پھر حضرت مجدد الف ثانی بھی ہیں شاہ ولی اللہ بھی ہیں اللہ نے توفیق دی ہم نے ان کے حالات مناقب لکھے لیکن یہ عقیدہ اپنی جگہ پر ہے کہ اس دنیا کا چلانے والا واحد خدا ہے (الا لہ الخلق والامر) وہی نفع و ضرر کا مالک ہے وہی

زندگی اور موت کا مالک ہے وہی اولاد دینے والا اور روزی دینے والا ہے اور قسمت بگاڑنے اور بنانے والا ہے۔ جس کا سارا مسئلہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دل میں ایمان اور عقیدہ توحید کی وہ اہمیت پیدا ہو جائے وہ سب گوارا کرے اور یہ گوارا نہ کر سکے کہ میرا بیٹا، میرا بھتیجا، میرا پوتا جس پر میرا اختیار ہے وہ غیر اللہ کو اس مملکت میں اس دنیا کے کارخانہ عالم میں شریک سمجھتا ہے، یہ بات نہ ہو اور جو کچھ خطرہ پیدا ہو گیا ہے اس وقت نصائی کتابوں سے اور میتھالوجی تک اس میں داخل ہو گئی ہے ہندو دیو مالا اس میں داخل ہو گئی یہی خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ آپ کا چہرہ نام بھی اس کا اسلام ہو اور لباس بھی اس کا مسلمانوں کا سا ہو اور اردو زبان بھی جانتا ہو اور ادب بھی کرتا ہو اور مذہب بھی ہو اور ذہن بھی ہو لیکن توحید کے بارے میں اس کا ذہن صاف نہ ہو اور اس کے اندر کوئی نہ کوئی ہندو دیو مالا کی بات بیٹھی ہوئی ہو۔ کرشن جی بھی ایسا کر سکتے ہیں گنیش جی بھی ایسے کر سکتے ہیں اس لیے کہ وہ قصے پڑھے گا اور میں نے درسی کتابوں میں دیکھا ہے کہ سب جمع ہوئے اور کہا کون سب سے بڑا دیوتا ہے؟ انہوں نے کہا جو اس دنیا کا اتنی دیر میں چکر لگالے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اس دنیا کا اتنی دیر میں چکر لگالے۔ گنیش جی اٹھے اور دنیا کا چکر لگا کر آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بڑے ہیں ساری ہندو میتھالوجی اس کے علاوہ ایک میتھالوجی تھی رومن میتھالوجی۔ وہ

سب مشرکانہ خیالات سے بھری ہوئی تھی ہوں کہ بچوں کے کپڑے بنانے سے ہزار بار زیادہ اور چھ ہزار ہو جائے تو اسکا بہتر سے بہتر علاج کرنے سے سیکڑوں بار زیادہ اور اپنے بچوں کو نوکری کے قائل بنانے سے لاکھ بار زیادہ یہ ضروری ہے کہ اس کو سچا پکا مسلمان بنایا جائے یہ سب گوارا کر لے یہاں تک کہ اس کے لیے تیار ہو جائے صاف کہتا ہوں کہ اگر میری گردن اڑادی جائے مجھے گولی ماری جائے کہ میں شرک نہیں کروں گا میں مت پرستی نہیں کروں گا میں اس میتھالوجی کو نہیں مانوں گا یہ جب تک نہ ہو گا ہندستان میں رہنا اسی ہندستان میں نہیں کسی ملک میں بھی رہنا خطرناک ہے۔

یہاں تک کہ خالص اسلامی ملکوں میں بھی رہنا خطرناک ہے میں نے اپنے ارادے پر شاید استحقاق سے زیادہ وقت لے لیا لیکن یہ میں نے چاہا کہ کم از کم یہ بات یہاں سے لے کر جائیں کہ سب سے زیادہ فکر کی چیز اور توجہ کی چیز آئندہ اپنی اولاد کا ایمان ہے۔ ایمان اور عقیدہ توحید، عقیدہ رسالت حضور ﷺ سے صرف ایمان ہی نہیں بلکہ آپ سے عشق و محبت اور آپ کا جو خدا کے بعد آکر ہی درجے کا احترام کر سکتا ہے وہ احترام اور آپ کو اس دنیا کے نجات دہندہ اور دنیا کے لیے باعث رحمت، رحمت للعالمین کہنا اور آپ کی شفاعت کا شوق اور اس کا ارمان اور آپ کے ہاتھ سے جام

کوثر پینے کی آرزو اور آپ کے سامنے سرخ رو ہونے کی تمنائیں کسی نہ کسی درجے میں پیدا ہوں۔ یہ چیز اگر پیدا ہو گئی تو سب مسائل حل ہیں اور ادھر حالیہ دنوں میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ناانصافیاں ہوئی ہیں اور جو واقعات پیش آئے ہیں وہ چیز مجھ سے مخفی نہیں ان کی جتنا ہو سکے اس دائرے میں توجہ بھی کی گئی لیکن یہ مسئلہ اولین مسئلہ ہے اسی کے لیے آپ کو یہاں بلایا گیا ہے اور یہی آپ پیغام لے کر جائیں گے کہ پہلے بچوں کا ایمان اور ان کے ایمان کی درستگی ان کے عقیدے کی درستگی ان کا اسلام پر صرف قائم ہونا نہیں فخر کرنا اور اس پر جینے اور مرنے کی آرزو دعا کرنا ان ہی کی نہیں بلکہ والدین کا بھی دعا کرنا کہ اے اللہ ہمارے اس بچے کو ایمان پر سلامت رکھ اور ایمان پر دنیا سے اٹھا۔ یہ ضروری ہے یہی پیغام ہے اور دینی اداروں اور مسلمانوں کی زندگی کا مقصد ہے۔

خدا کی قسم اگر اس کی جگہ فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی ہوتی تو اس کو بھی سزا ضرور ملتی اور ہاتھ کاٹا جاتا۔

آج بھی نفاذ شریعت اسی وقت رحمت ہو گا جب اس پر عمل غریب و امیر، فقیر و وزیر سب کے لئے یکساں ہو گا اگر محض نام کے لئے ہو تو معاشرے کے لئے زیادہ تباہ کن ہو گا۔

اللہ تعالیٰ عقل سلیم اور صراط مستقیم عطا فرمائے اور ہمیں اتباع سنت کی سعادت نصیب فرمائے، آمین۔

قانون بنا دینا یا قانون کو تسلیم کر لینا نہیں ہے، قانون بنانے والے خود پابندی کریں تو دوسرے لوگ اس کی اہمیت کو تسلیم کریں گے۔ آنحضرت ﷺ کا تاریخی فقرہ احادیث شریفہ میں محفوظ ہے یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب یک عورت فاطمہ نامی چوری کے الزام میں پکڑی گئی، اس کا ہاتھ کاٹا شاد توں اور گواہوں کے مطابق ضروری تھا، یہ ایک نو

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں (اداری)

ہدایت کے ستارے

(قسط اول)

۱۳۲۰ سال قبل جب جزیرۃ العرب شرک کی ظلمتوں میں ڈوبا ہوا تھا تہذیب و تمدن اور اخلاقیات کا نام و نشان تک نہ تھا کیا کہیں دور دم توڑ چکی تھی جہالت عام تھی بے شمار معبودان باطلہ کی پرستش ہوتی تھی عورت کو کسی روپ میں بھی عزت و وقار حاصل نہ تھا حتیٰ کہ بیٹی کی پیدائش باعث شرمندگی ہو کرتی تھی غرض یہ کہ ہر قسم کی معاشرتی، مذہبی اخلاقی بیماریاں عام تھیں اور رب العالمین کی رحمت کاملہ جوش میں آئی تو نہ صرف جزیرۃ العرب کی بلکہ پورے عالم کی اصلاح و ہدایت کی خاطر حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

یہ قانون مسلم رہا ہے کہ جب بھی کسی نبی نے صدائے حق بلند کی تو اس وقت اس زمانے میں جو لوگ ان کی پیروی کرنے والے ہوئے بعد میں آنے والے ان کے مقام تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے ان لوگوں کا مرتبہ و مقام سب سے بلند رہے گا اور انہی لوگوں کو امت کے دیگر افراد پر فضیلت حاصل رہے گی۔

اسی طرح جب آقائے دو جہاں رحمت للعالمین امام الانبیاء ﷺ مبعوث ہوئے اور صدائے حق بلند کی تو چند گنے پنے لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور رفتہ رفتہ مزید لوگ دین اسلام میں داخل ہوئے اور آہستہ آہستہ یہ ایک عظیم جماعت میں تبدیل ہو گئے اور دنیا نے اسلام میں اصحاب رسول ﷺ کے نام سے مشہور و معروف ہوئے۔

جماعت صحابہؓ ان نفوس قدسیہ پر مشتمل تھی کہ جنہوں نے ایک ایسے کٹھن دور میں رحمت للعالمین ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیا جس دور میں عرب معاشرہ آپ ﷺ کا دشمن بنا ہوا تھا حتیٰ کہ اپنے بھی مخالفت کر رہے تھے کسی قسم کی بھی کوئی ظاہری مدد حاصل نہ تھی لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دامن مصطفیٰ ﷺ نہ چھوڑا اور عشق محمد ﷺ کو اپنے دل و دماغ میں اس طرح رچا بسا لیا کہ تمام رشتے ناٹے اس کے مقابلے میں بیچ ہو گئے ان مبارک ہستیوں نے نبی کریم ﷺ کے قدموں میں اپنی جانیں نچھاور کر دیں لیکن دامن مصطفیٰ ﷺ نہ چھوڑا اگر اس راہ و فام میں مال باپ رکاوٹ بنے تو ان کا چھوڑ دیا رشتے دار سامنے آئے منہ پھیر لیا علاقہ چھوڑنا پڑا چھوڑ دیا کاروبار چھوڑنے پڑے چھوڑ

دئے قبیلے برادریاں سب چھوڑ دیں لیکن دامن محمد ﷺ نہ چھوڑا یہ وہ عظیم انسان تھے کہ مشرکوں نے پیغمبر ﷺ کا راستہ روکا انہوں نے سینے پر تیر کھائے لیکن راستے سے نہ ہٹے نبی اکرم ﷺ احد میں بلایا چلے گئے تبوک میں آؤدی لبیک کہا فاقے کے پیاسے رہے لیکن آپ ﷺ کے تابع رہے بھول اقبال:

نہل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے پاؤں شیروں کے بھی میدان سے اکھڑ جاتے تھے نقش توفیق کا ہر دل میں بٹھایا ہم نے زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے جہاں صحابہ کرام کو آپ ﷺ سے بے انتہا کی محبت تھی وہیں آپ ﷺ کو بھی ان جاں نثاروں سے انتہائی شفقت تھی جس کا اظہار آپ ﷺ نے بے شمار مواقع پر فرمایا اور اپنے ان صحابہ کرام کی فضیلتیں بیان فرمائیں ان کے مقام ان کے مرتبہ اور ان کی شان کو واضح لفظوں سے بیان فرمایا ہے اور امت کو ان کے بارے میں وصیت فرمائی۔

جماعت صحابہ کرام نہ صرف اپنے زمانے کے لیے اور معاصرین کے لیے باعث امن رہی بلکہ آنے والے دور میں بھی امت کے لیے باعث امن و سکون رہی اور امت میں جب تک ان کا وجود مسعود رہا امت ہر قسم کے فتنہ و شر اور تفرقہ بازی سے محفوظ رہی چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

ستارے آسمان کی اماں کا سبب ہیں

جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو وہ وعدہ موعود (قیامت) آسمان کو بھی آپنچے گا جس کا اس سے وعدہ ہے میں اپنے صحابہؓ کے امن و سلامتی کا سبب ہوں جب میں رخصت ہو جاؤں گا تو میرے صحابہؓ کو بھی وعدہ موعود آپنچے گا اور میرے صحابہؓ میری امت کے لیے اماں کا ذریعہ ہیں جب یہ رخصت ہو جائیں گے تو میری امت کو ان سے وعدہ موعود آپنچے گا (یعنی فتن اور تفرقہ بازی)۔ (مسلم جلد ۲ ص ۳۰۸)۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لوگوں پر ایک زمانہ آیا گا جب جہاد کے لیے لشکر روانہ ہوگا تو کہا جائے گا کیا تم میں کوئی صحابی موجود ہے؟ چنانچہ اس کے وجود کی برکت سے انھیں فتح حاصل ہوگی پھر جب کبھی دوبارہ لشکر کشی ہوگی تو کہا جائے گا کیا تم میں کوئی صحابی کی زیارت کرنے والا (تابعی) موجود ہے؟ پس اس کے وجود کی برکت سے انھیں فتح حاصل ہوگی پھر تیسری مرتبہ لشکر کشی کے موقع پر کہا جائے گا کیا تم میں کوئی تبع تابعی موجود ہے؟ پس اس کی برکت سے فتح حاصل ہوگی۔ (بخاری جلد اول ص ۵۱۵ مسلم جلد ۲ ص ۳۰۸)۔

یعنی صحابہ کرام کی ذات اس قدر باعث برکت ہے کہ جہاد میں فتح کا باعث صحابہ کرام کی ذات ہوگی نہ صرف ان کی اپنی ذات

باعث برکت و فتح ہوگی بلکہ ان سے فیض حاصل کرنے والوں اور ان سمندروں کا پانی پینے والوں اور پھر ان سے بھی فیض حاصل کرنے والوں کی ذات بھی باعث برکت ہوگی اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں آنحضرت محمد ﷺ نے فرمایا: مفہوم۔ تم اس وقت تک ظہیر و عافیت رہو گے جب تک تمہارے اندر مجھے دیکھنے والے میرے صحابہؓ موجود رہیں گے خدا تم اس وقت تک بھی ظہیر و عافیت رہو گے جب تک تم میرے صحابہؓ کو دیکھنے والے موجود رہیں گے خدا تم اس وقت تک بھی صحیح و سالم رہو گے جب تک تم میرے صحابہؓ کے تابعین کو دیکھنے والے موجود رہیں گے۔ (مجمع الزوائد جلد اول ص ۲۰)۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی آپ ﷺ نے ذات صحابہؓ کو امت کے لیے باعث خیر عافیت قرار دیا ہے اور مزید یہ کہ آپ ﷺ کا صرف کہہ دینا ہی اس بات کی صداقت پر دال تھا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے قسم کھائی اور فرمایا: خدا تم اس وقت تک بھی ظہیر و عافیت میں رہو گے جب تک میرے صحابہ کرامؓ موجود ہیں۔ یعنی امت میں خیر و عافیت کو ذات صحابہؓ کی موجودگی کے ساتھ مقید کیا اور نہ صرف اپنے صحابہ کرامؓ کو دیکھنے والے ان سے فیض حاصل کرنے والے اور پھر ان سے بھی فیض حاصل کرنے والوں کے بارے

میں قسم کھائی اور امت کو بتا دیا کہ بھلائی خیر و عافیت کن کے دم سے کب تک ہے۔ ایک اور حدیث مبارکہ جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں آپ ﷺ نے صحابہؓ کے مقام کو بلند کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مفہوم۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب کا معائنہ فرمایا تو حضرت محمد ﷺ کو پسند فرمایا چنانچہ آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا اور علم میں ممتاز مقام عطا فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں کو دیکھا تو آپ کے اصحاب کو پسند کیا اور انھیں اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبی ﷺ کے وزیر اور مشیر کار بنایا پس (صحابہ کرامؓ) جس چیز کو اچھا سمجھیں وہی اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور جسے یہ مومن قبیح اور غلط سمجھے وہ اللہ کے نزدیک بھی قبیح ہے۔ (کنز العمال ج ۲ ص ۳۱۱)۔

اسی طرح ایک اور صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے سب مخلوقات سے مجھے چن لیا اور میری صحبت کے لیے میرے صحابہ کرامؓ کو چن لیا ان میں سے بعضوں کو میرے وزراء خسر اور دلاہ بنا لیا۔ (تفسیر قرطبی جلد ۱۶ ص ۲۹۷)۔

ان احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے نہایت واضح لفظوں میں فرمایا ہے کہ جماعت صحابہؓ ان قیمتی نفوس پر مشتمل ہے جنہیں خود رب العالمین نے پسند فرمایا اور پھر

ان کے ذمہ نہایت عظیم کام لگا دیا یعنی اپنے دین کے لیے ان کو مددگار بنایا ہم روزمرہ کے معمولات میں اس بات کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب کوئی بہت اہم کام کروانا ہو کوئی بھلا ذمہ داری والا کام کسی سے کروانا ہو تو ہم نہایت قریبی دوست احباب یا جاننے والے سے رابطہ کرتے ہیں تاکہ وہ نہایت ایمان داری اور سچائی کے ساتھ ہمارا کام کر دے یا کسی کے حوالے کر دے کسی کے حوالے کوئی امانت کرنی ہو تو ہم ایسے شخص کا انتخاب کرتے ہیں کہ جن پر ہمیں پورا اطمینان اور اعتماد ہوتا ہے اور اس بات کا بھی یقین ہو کہ وہ کام نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کا مددگار صحابہ کرام کو بنایا اور پھر اپنے آخری نبی ﷺ کے مشیر اور وزیر کے طور پر بھی صحابہ کرام کا انتخاب کیا کیونکہ اس عظیم بذات الصدور کو معلوم تھا کہ ان جاں نثاروں کے کاندے ہی اس ذمہ داری کے متحمل ہو سکتے ہیں میری امانت کی حفاظت امانت دار ہی کر سکتے ہیں اور تعلیمات نبوی کو آنے والے انسانوں تک یہی جاں نثاران پہنچا سکتے ہیں لہذا ان کی نسبت عظمتوں والے دو جہاں کے سردار ﷺ کے ساتھ کر دی اور ان کی فضیلت انبیاء و رسل کے بعد تمام جن و انس پر قائم کر دی چنانچہ محدث بزاز نے اپنی مسند میں توثیق شدہ رجال سے حضرت سعید بن المسیب کے واسطے سے

حضرت جابرؓ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور رسل علیہم السلام کے سوا باقی سب جن و انس پر میرے صحابہ کو فضیلت بخشی ہے۔ (الاصابہ ج اول ص ۱۲)۔

پھول اسی وقت تک اچھے لگتے ہیں جب تک خوشبو ان کے ساتھ رہے یعنی پھولوں سے محبت اس کے رنگ اور خوشبو کے باعث ہے چاند کی خوبصورتی چاندنی کے دم سے ہے آسمان کی چمک دمک ستاروں کے باعث ہے۔ اسی طرح ہر شے کی رونق اور خوبصورتی کسی دوسری شے کے دم سے ہے جس سے وہ چیز جانی اور پہچانی جاتی ہے اسی طرح حضرت محمد ﷺ نے بھی صحابہ کی موجودگی کو امت میں کھانے میں نمک سے تشبیہ دی ہے یعنی کھانا اس وقت لذیذ معلوم ہوتا ہے اس وقت عمدہ محسوس ہوتا ہے جب اس کی کے اندر نمک ہو پیکا کھانا بد مزہ اور بے ذائقہ ہوا کرتا ہے اسی طرح صحابہ کرام کی موجودگی امت میں درستی کا باعث تھی امت میں خوب صورتی کا باعث تھی اور امت صحیح معنوں میں تعلیمات نبوی ﷺ کا مزہ محسوس کر رہی تھی علوم نبوت کے ذائقہ سے بہرہ مند اور لطف اندوز ہو رہے تھے چنانچہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں میرے صحابہ کی مثال ایسی ہے جیسے

کھانے میں نمک اور کھانا نمک کے بغیر درست اور لذیذ نہیں ہوتا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۳)۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امت کی سب سے بہترین جماعت ہے سب سے اعلیٰ افراد ہیں خود آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کا سب سے بہتر طبقہ وہ ہے جو میرے ساتھ ہے (یعنی صحابہ) پھر وہ ہے جو ان کے ساتھ ہوگا (یعنی تابعین) (مسلم جلد دوم ص ۲۰۹)۔

چاہے بعد میں کوئی اپنے کا سب سے بڑا ولی، پیر اور عالم ہی کیوں نہ ہو جائے ایک ادنیٰ صحابی کے قدموں کی خاک کے برابر نہیں ہو سکتا آپ ﷺ نے بعض صحابہ کرام کے بارے میں اپنی حیات مبارکہ میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی چنانچہ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کی وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔ (جامع ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۶)۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے فرمایا جو حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ:

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک غلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حضرت حاطب کی شکایت کرتے آیا اور کہا یا رسول اللہ حاطب آگ میں داخل ہو گا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بلاواہ کہیں آگ میں نہ جائے گا کیونکہ وہ غزوہ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک رہا ہے۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۶)۔

حضرت سید احمد شہید تحریک آزادی ہند کے اولین مجاہد

خوبانی کا گودا دو چھوٹے بچے میں خوبانی کی گری پسی ہوئی ایک چھوٹا بچہ اور پے صوبہ یوپی کے ایک مشہور و مردم خیز ضلع رائے بریلی میں ایک معروف سید خاندان آباد ہے اس کا سلسلہ نسب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے جاملتا ہے سلطان اور نگزیب عالم گیر کے عہد میں اس خانوادہ کے ایک جلیل القدر عالم متقی و پرہیزگار داعی و مصلح شاہ علم اللہ تھے جنہوں نے مشہور بزرگ و عارف باللہ حضرت سید آدم بوری سے روحانی تربیت حاصل کی اور شہر کے نواحی دیہات میں سنی ندی کے کنارے مسجد اور رہائش کے لیے جمونپڑا ڈال کر تعلیم و تربیت کا کام شروع کیا بعد میں اس کو لوگ نکلیے کلاں کے نام سے یاد کرنے لگے آج بھی وہ علم و عرفان دعوت و اصلاح حکمت و دانش صلاح و عمل اور تقویٰ زہد کا گوارہ اور تربیت و تزکیہ کا مرکز بنا ہوا ہے جس کے گل سر سید جلیل القدر عالم مرئی عظیم داعی اور ممتاز ادیب و انشاء پرداز صاحب نسبت بزرگوں کی کامل مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ہیں۔

اسی مبارک خاندان میں تیر ہوئی

صدی ہجری کے اوائل میں ایک ایسی برگزیدہ شخصیت پیدا ہوئی کہ جس نے نہ صرف دین و عقیدہ کی اصلاح کی بلکہ میدان کارزار اور جہاد میں کارہائے نمایاں انجام دیے اور ہندوستان میں حق و حریت ایثار و قربانی اخلاص و جاں نثاری اور تحریک و دعوت کی لہر دوڑادی یہ برگزیدہ شخصیت حضرت سید احمد بن عرفان شہید کی تھی جو دین کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے اپنے جاں نثار رفقاء کے ساتھ بالا کوٹ کی وادی میں شہید ہوئے۔

حضرت سید احمد بن عرفان ۵۔ صفر ۱۲۰۱ھ مطابق ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے ان کے جد امجد شاہ علم اللہ تھے نانا شاہ ابو سعید حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔

چار سال کی عمر میں سید شہید پڑھنے کے لیے مکتب میں اتھائے گئے مگر باوجود محنت کوشش اور توجہ کے تعلیم میں جی نہیں لگا اور تعلیمی ترقی کی رفتار سست رہی اس کے برخلاف شہ سواری جسمانی ریاضت تیراکی اور کشتی میں جی خوب لگتا تھا خدمت خلق بیووں بزرگوں کا احترام و اطاعت گزاری قییموں بیواؤں اور مسکینوں کی ضروریات پوری کرنے اور عبادت

و طاعت الہی میں بھلا شہماک اور اس کا شوق و ذوق تھابارہ برس کی عمر میں ان کے والد سید عرفان کا انتقال ہو گیا گھر کی کفالت کی تمام تر ذمہ داری ان کے سر پر پڑی سولہ سال کی عمر میں اپنے گھرانے کے سات نوجوانوں کے ساتھ رائے بریلی سے بھڑکلو میٹر کے فاصلہ پر لکھنؤ کا قصد کیا تاکہ ملازمت و مزدوری کر کے گھر کے اخراجات پورے کریں اس زمانہ میں آمدورفت کے لیے ریل گاڑی اور بسوں کا انتظام نہ تھا صرف ایک سواری تھی اس پر سب ساتھی باری باری سوار ہوتے جب ان کی باری آتی تو وہ اپنے ایک کمزور عزیز کو دے دیتے اور خود پیدل چلتے لکھنؤ پہنچ کر تلاش معاش کے لیے نکلے مشکل معمولی سا کام ملا ان کے گھرانہ سے واقف ایک رئیس نے انہیں دیکھ لیا باصرار اپنا مہمان بنایا اور قیام کے لیے ایک جگہ دی جب ان کا کھانا آتا تو اپنے ساتھیوں کو کھلا دیتے اور خود روکھے سوکھے پر گزارہ کرتے، لکھنؤ میں چار مہینہ اسی طرح بسر کیے اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی خدمت میں حاضری اور استفادہ کے لیے دہلی کا سفر کرنے کے لیے کہا مگر وہ لوگ غالباً اپنی پریشان حالی کی وجہ سے ہمت نہ کر سکے تو خود تیاروانہ ہوئے پورا سفر پیدل اور سخت تکلیف و پریشانی سے طے کیا حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کی مجلس میں داخل ہو کر السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

کے اسلامی الفاظ سے بکواز بلند کیا شاہ صاحب نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا اور سلام کا جواب دیا پھر اپنے شاگردوں اور مریدوں کو حکم دیا کہ آج سے اسی طرح سلام کیا جائے اس وقت تک اس اسلامی سلام کے جائے رواج تھا کہ داخل ہونے والا کتتا تھا: فلاں تلمیذات جالاتا ہے، یہ جملہ بادشاہوں اور نوابوں سے درجہ میں ملا تھا سید صاحب نے اپنا تعارف کرایا تو شاہ صاحب نے گلے لگا لیا اور اپنے بھائی شاہ عبدالقادر کے مکان میں ٹھہرایا، شاہ صاحب نے خصوصی توجہ فرمائی اور بہت جلد محبوبیت اور مقبولیت کا درجہ حاصل کر لیا۔ سید صاحب کو خدا کی راہ میں جہاد کی تڑپ و لگن تھی ہندوستان میں غیر ملکی (بدیسی) طاقت کے اثر و رسوخ، اندرونی کشمکش، مسلمانوں کی بجزانی کیفیت نے انھیں مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو از سر نوزندہ کرنے کی آرزو اور تمنا نے بے قرار بنادیا تھا چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز نے انھیں روہیل کھنڈ کے بہادر جنرل نواب امیر خاں کے لشکر میں شامل ہو جانے کا مشورہ دیا جو راجپوتانہ اور مالوہ کے میدان کارزار میں زبردست فوجی کارروائیوں کی سربراہی کر رہا تھا۔

نواب امیر خاں، سید صاحب کی فوجی لیاقت اور روحانی کیفیت سے بہت متاثر ہو اس کی فوج میں اسلامی جذبہ اور شوق جہاد پیدا ہوا چھ سال فوج کے ساتھ گزارے اور

عظیم دعوتی و اصلاحی خدمات انجام دیں مگر نواب امیر خاں نے انگریزوں سے معاہدہ کر لیا باوجود یہ کہ سید صاحب نے اسے بہت منع کیا چنانچہ وہ اس کی فوج سے کنارہ کش ہو کر دہلی واپس آگئے اور اس کے عہد کے نامور و ممتاز علماء مولانا اسماعیل شہید اور مولانا عبدالحی کے ساتھ دعوتی دورے کیے عقیدہ کی اصلاح بدعت و رسم رواج کے ازالہ اور فاسد خیالات و افکار کو دور کرنے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی۔ دہلی اور اس کے اطراف کے بعد لکھنؤ رائے بریلی اور یوپی کے دوسرے شہروں میں اصلاحی و دعوتی دورے کیے جس سے بڑا نفع ہوا نہ صرف سنی شیعہ مسلمان ہی گناہوں اور ضعیف و فاسد خیالات و عقیدوں سے تائب ہوئے بلکہ ہندوؤں نے بھی اثر قبول کیا۔ سید صاحب نے ان دوروں کے دوران محسوس کیا کہ ہندوستان کے حالات اس قدر بگڑ چکے ہیں کہ بغیر جہاد اور خدا کی راہ میں قربانی پیش کرنے کے حالات سدھر نہیں سکتے ہیں چنانچہ پہلے ایک اہم دینی رکن حج کے احیاء کا ارادہ کیا جو ہنوز ہندوستان میں تقریباً متروک ہو چکا تھا اپنے شہر رائے بریلی سے حضرت شاہ اسماعیل شہید مولانا عبدالحی اور دوسرے علماء و چار سو رفقہاء کے ساتھ یکم شوال ۱۲۳۶ھ مطابق ۲ مئی ۱۸۲۲ء کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور موسم حج تک قیام کر کے مناسک حج ادا کیے پھر مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے اور روضہ اطہر پر

سلام پیش کرنے کے لیے مدینہ منورہ حاضر ہوئے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے علماء طلباء اور باشندوں نے سید صاحب اور ان کے رفقہاء سے ملاقاتیں کر کے بہت فائدے اٹھائے امام حرم اور مفتی اعظم مکہ مکرمہ نے عقیدت و احترام کا برتاؤ کیا دوسرا حج کر کے یکم رمضان ۱۲۳۹ھ مطابق ۱۸۲۲ء بحیارائے بریلی واپسی ہوئی اپنے وطن تکیہ کلاں میں ایک برس اور چند ماہ قیام فرما کر جہاد اور ہجرت کی تیاری کی مسلمانوں علماء اور صالحین کو جیسے جیسے سید صاحب کی اس تیاری کا علم ہوتا سید صاحب سے آکر ملتے رہے اور تیاری کرتے رہے اس عمل سے ہندستان کے تمام علاقوں میں بیداری غیر ملکی سامراج سے آزادی و حریت مسلم علاقوں اور مسجدوں کے تحفظ کتاب و سنت کے احیاء اور نفاذ شریعت کا جذبہ پیدا ہو گیا ملک میں مسلم سربراہی کی حالی اور انگریزوں کی عمل داری کے ازالہ کا منصوبہ بنا اسی دوران سرحد (مغربی ہندستان) سے مسلسل یہ خبریں پہنچ رہی تھیں کہ سکھ حکومت کی جانب سے مسلمانوں پر بڑے ظلم ہو رہے ہیں علاقے کے علاقے تباہ و برباد کیے جا رہے ہیں مسجدیں مساریاں لوگوں کو گرو داروں اور اصطبلوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے یہ سن کر سید صاحب نے فیصلہ کیا کہ پہلے سرحد پہنچ کر مسلمانوں کی مدد اور داورسی کی جائے اور جہاد کا آغاز کیا جائے چنانچہ دو شنبہ کے دن ۷ جمادی

الآخر ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸۲۶ء کو مخلصوں اور جہاد نثار ساتھیوں کے ساتھ سرحد اور افغانستان روانہ ہوئے اور چار سال مسلسل جہاد اور دعوت و اصلاح کے ذریعہ اس علاقہ میں اسلام کی حکمرانی اور شریعت کی بالادستی قائم کر دی۔ مگر کچھ نا عاقبت اندیش اور فتنہ پرداز عناصر نے سید صاحب کی دل آزاری کی اور سکھوں سے ساز باز کر کے اچانک حملہ کر دیا سید صاحب مولانا اسماعیل شہید اور اپنے اکابر رفقہاء اور مخلصوں کی ایک جماعت کے ساتھ دفاعی جنگ لڑتے ہوئے ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۳۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو وادی بالا کوٹ میں شہید ہو گئے جو رفقہاء و اعزہ زندہ بچ گئے انھوں نے اسی علاقہ اور کچھ نے ہندستان واپس آکر تحریک دعوت و جہاد جاری رکھی جس نے بعد میں مشترکہ جدو جہد آزادی اور انگریزی سامراج سے ملک کو پاک کرنے کے لیے عوامی تحریک کی شکل اختیار کر لی سید صاحب کی تحریک نے نہ صرف غیر ملکی سامراج سے چھٹکارا حاصل کرنے کا صورت پھونکا بلکہ وطن کے تحفظ ملک کی تعمیر و ترقی، ملی تشخص، اقتدار اعلیٰ کی برتری عقائد کی درستگی باطل پرستی اوہام و خرافات سے نجات دینی ذوق و مزاج روحانی دربانی طریقہ کار، مدارس و معاہدے کے قیام اور دینی تعلیم کے فروغ اور اسلامی بیداری کے لیے پورے ملک میں راہ ہموار کر دی جس کے خوشگوار نتائج برآمد ہوئے۔

(بقیہ عورت مہکتا بھول)

سے عورت نے اپنے گھر کی چار دیواری سے بغیر پردے کے باہر قدم نکالا بے حیائی والا لباس پہننا شروع کیا اور حیا والا پردہ چھوڑ کر انگریزوں کی فریب آزادی کو پسند کیا۔

اے میرے محترم قارئین۔ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کے خزانہ فیض سے بصیرت، بیدار مغز اور انصاف پسند دل عطا ہوئے ہیں اور آپ نے ان ہمار گندی ذہنیت رکھنے والوں کی صحبت بد سے اپنے کو نہیں چھایا تو حقیقت آپ کے سامنے آفتاب سے زیادہ روشن بن کر آجائے گی کہ آج آزادی نسواں کے نام پر عورت کو غیر اخلاقی اور بے حیائی کے سمندر میں غرق کر

دیا گیا ہے جہاں اس کی عزت تار تار ہو رہی ہے۔ اگر آج کی عورت خود کو بے حیائی کے دلدل اور بے غیرتی کے سمندر سے نکالنا چاہتی ہے تو اسے معاشرتی رواجوں اور روایتوں کی پروا کیے بغیر اسلامی تعلیمات پر کمر بستہ ہونا پڑیگا اس کے علاوہ کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے۔

اک نعرہ اللہ اکبر کہ کر ہم کو دپڑے انگاروں پر ہشیار بنا کر دنیا کو خود ہوش میں آنا بھول گئے شاعر مشرق علامہ اقبال باحیا اور غیرت مند عورت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں شرف میں بڑھ کر ثریا سے مشت خاک اس کی کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درکنوں مکالمات افلاطون نہ لکھ سکی لیکن اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطون

کاغذ کی دنیا میں مشہور ترین نام

پارس پیپرس

ہمیں ایک بار خدمت کا موقع ضرور دیں

ہیسپر، کرافٹ، دفنی، باسن ڈنگ کلاتھ

ناظمہ بلازہ۔ نیو بلڈنگ، دکان نمبر ۱۸

گولڈ روڈ۔ لکھنؤ۔ ۱۸

Ph. No. 0-200446 R. 225933

خودکشی

حرام ہے

اللہ تعالیٰ کے احکامات اور ممنوعات جو قرآن کریم میں نازل ہوئے وہ صرف انسان کے مفاد کے لیے ہیں۔ عافیت اور سکون کی زندگی گزارنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جائے اس تعلیم پر صحیح طریقے سے عمل صرف اجتناب سنت کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

قرآن کریم سرچشمہ ہدایت اور رہ نمائی کی کتاب ہے اگر اس کے مطابق عمل کیا جائے تو ساری دنیا سکون و عافیت کے ساتھ شاد و بکاد رہ سکتی ہے چونکہ شیطان لعین کے پیدا کردہ وسوسے سے اور اس کے بتائے ہوئے طریقے انسان کی کمزوری بن کر حائل ہو جاتے ہیں اس لیے انسان پوری کوشش نہیں کرتا اور ٹھوکریں کھاتا اور نقصان اٹھاتا ہے۔

مثال کے طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ کوئی شخص سڑک کے راستے اپنی کار میں سفر کر رہا ہے کراچی سے لاہور جانا ہے تو سب سے پہلے اس کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کا لائسنس

درست ہے کوئی خامی نہیں ہے اس کے بعد گاڑی کی حالت دیکھنی چاہیے۔ پٹرول اور دیگر لوازمات کو دیکھنا چاہیے پھر دیگر ضروری سامان ہمراہ لے کر سفر شروع کیا جائے۔

راستے میں سڑک کے کناروں پر فاصلے کا علم سنگ میل سے ہو گا تمام راستے میں ضروری ہدایات کے بورڈ اور نشان نظر آئیں گے جن کے مطابق عمل کرنا ضروری ہو گا کسی جگہ سڑک خراب ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے وہاں گاڑی کو آہستہ چلانا ضروری ہے جہاں ریلوے کراسنگ کا بورڈ ہو وہاں ریل گاڑی کے آمد و رفت کے اوقات کا خیال کرنا ہو گا جہاں اسکول ہو گا وہاں بھی بورڈ لگا ہو گا کہ یہاں رفتار کم کر دی جائے اس کے علاوہ جا جا اسپید لٹ (حد رفتار) کے بورڈ بھی نظر آئیں گے کہ یہاں چالیس میل سے زیادہ کی رفتار پر گاڑی نہ چلائی جائے غرض یہ کہ یہ ساری ہدایت محض اس لیے ہیں کہ اس راستے پر جانے والے مسافر حفاظت اپنی منزل مقصود

پر پہنچ جائیں ورنہ ان کا فائدہ متعلقہ جگہ کو کچھ نہیں ہوتا۔ اگر ان ہدایات پر عمل نہ کیا جائے تو عین ممکن ہے کسی حادثے سے دوچار ہونا پڑے اور اس کے نتائج بھگتنے پڑیں جو کہ جان و مال دونوں کی خرابی کی صورت میں ہو سکتا ہے یہی صرت اس راستے کی ہے جو جنت الفردوس کی جانب جاتا ہے اس کی ہدایات قرآن کریم کی صورت میں مکمل اور ناقابل تنسیخ و ترمیم ہیں اس صراط مستقیم پر چلنے کے لیے سب سے پہلے اپنا ایمانی لائسنس چیک کیا جائے کہ اس میں تو کوئی خرابی نہیں ہے پھر عقیدے کی گاڑی پر غور کیا جائے کسی خامی کا علم ہو جائے تو اس کو درست کر لیا جائے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا نام لے کر قرآن کریم کی ہدایات کے مطابق منزل منزل سفر جاری رکھا جائے جہاں جیسی ہدایات ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ سفر آسان اور منزل مراد کا حصول یقینی ہے۔

اس سفر میں بھی جو ہدایات ہیں وہ مسافر کی اپنی سمولت اور فائدے کے لیے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بے نیاز ہیں جو عمل کرے گا وہ منزل پالے گا۔ گناہ صغیرہ و کبیرہ کا ایسا ہے کہ جیسے گاڑی میں پتھر ہو گیا جس کی وجہ سے دوچار گھنٹوں کی صعوبت اور تکلیف اٹھائی مرمت کی یا کسی مستری سے امداد حاصل کی اور پھر سے روانہ ہو گئے۔ گناہ صغیرہ اور کبیرہ بھی توبہ و استغفار سے معاف ہو جاتے ہیں اور اگر

کسی بزرگ اللہ والے کی صحبت و نصیحت حاصل ہو گئی تو جلد راہ راست پر آنے کی توفیق ممکن ہے۔ گویا مستری سے امداد حاصل کرنے کی طرح ہے اس کے بعد پھر سفر شروع ہو جاتا ہے۔

کفر شرک ایسا ہے جیسا کہ لائسنس نہیں ہے بغیر لائسنس اور بغیر گاڑی چیک کیے یعنی عقیدہ درست کیے بغیر کوئی سفر نہیں کر سکتا اور اگر کریگا تو اس جرم میں سزا پائے گا اور تکلیف اٹھائے گا جنت الفردوس کی منزل کی آرزو رہے گی جنہم کے عقوبت خانے میں ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے

اس مثال کے بعد یہ سمجھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کے خالق اور مالک ہیں ہر شے جو کائنات میں پائی جاتی ہے اس کی تخلیق اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوئی ہے انسان کے لیے دنیا دار العمل ہے یہ مختصر زندگی امتحانی کارگاہ ہے انسان مسافر ہے منزل مقصود جنت الفردوس ہے اس منزل کو پانے کے لیے زندگی کا سفر قرآن حکیم اور اس کی عملی شرح حدیث کی رہنمائی میں کرنا ہو گا ورنہ راستہ بے حد دشوار اور تکلیف دہ ثابت ہو گا منزل سے بھٹک جانے کا خدشہ رہیگا۔

اللہ تعالیٰ مالک اور خالق ہے

کائنات کی تخلیق کرنے والا اس کا مالک ہے ہر چیز اور ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی امانت

ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کردہ مخلوق میں انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا فرمایا اس کو زمین پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا ہے تاکہ یہ انسان اللہ تعالیٰ کی دیگر مخلوق اور جان داروں کی خدمت اور حفاظت کرے اور اس خدمت و حفاظت میں استعمال کے لیے کائنات کی ہر شے کو انسان کے لیے معاون و مددگار بنا دیا ہے انسان کی تخلیق کا مقصد قرآن کریم میں عبادت کرنا فرمایا گیا ہے۔

”میں نے جن وانس کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لیے“ (الذاریات پارہ ۷۲ کو ۳ آیت ۵۴)

جن وانس کو عبادت کے لیے پیدا کیا گیا ہے خدمت خلق اور تبلیغ دین بھی عبادت ہی کا ایک حصہ ہے اس عظیم مقصد کے حصول کے لیے دنیا بھر کی تمام چیزوں کو انسان کے تابع بنا دیا ہے نباتات جمادات اور زمین سے اگنے اور نکلنے والی تمام اشیا انسان کی سمولت و عافیت کا باعث ہیں۔ مویشی غذا اور سواری کے لیے انسان کے تابع کر دیے گئے ہیں اس کے ساتھ ہی علم کے خزانے استطاعت کے مطابق انسانی ذہن پر آسان کر دیے گئے جس کو آج سائنس کہا جاتا ہے اسی کی بنیاد پر ایجادات ہوتی ہیں اس علم کی وسعت سمندر کی گہرائیوں اور خلا کی رنعتوں میں انسان کے سفر سے ظاہر ہے۔

چاند و سورج

اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

اور تمہارے نفع کے لیے سورج اور چاند کو (اپنی قدرت کا مسخر) کر دیا جو دوام رکھنے والے ہیں اور تمہارے نفع کے لیے رات اور دن کو (اپنی قدرت) کا مسخر کر دیا۔ (پارہ ۱۳ سورت ۴ آیت ۳۳)

اور اسی نے تمہارے فائدے کے لیے (اپنا) مسخر کیا ہے رات کو دن کو سورج کو اور تارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں بھٹک ان میں بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے رہتے ہیں (پارہ ۱۳ سورت ۶ آیت ۱۲)

وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو روشن اور اس کے لیے منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب جان لیا کرو۔ اللہ نے یہ (چیزیں) بے مقصد نہیں پیدا کی ہیں وہ نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جس علم رکھتے ہیں۔ (پارہ ۱۱ سورہ ۱۰ آیت ۵)

سمندر

”اور وہی (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور تاکہ تم اس میں سے زیور (موتی) نکالو جسے تم پہنچتے ہو اور توکشتیوں کو دیکھتا ہے کہ اس میں پانی چرتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم اللہ کے فضل کو تلاش کرتے رہو اور

تاکہ تم اس کا شکر ادا کرتے رہو۔۔۔ (پارہ ۱۳ سورہ ۶ آیت ۱۳)

تمہارے لیے دریائی شکار اور اس کا کھانا جائز کیا گیا تمہارے نفع کے لیے اور قافلوں کے لیے (پارہ ۷ اور ۵ آیت ۹۶)

موشی

اور اللہ تعالیٰ نے حلال کر دئے تمہارے لیے چوپائے بجز ان کے کہ جو تم کو پڑھ کر سٹائے گئے (پارہ ۷ سورہ ۲۲ آیت ۳۰)

اور چوپائے بھی اسی نے بنائے اس میں تمہارے لیے گرم لباس (اون) بھی ہے اور (دیگر) فائدے بھی ہیں (چمڑے کی اشیا اور ان میں سے تم (گوشت) کھاتے بھی ہو۔ (پارہ ۱۳ سورہ ۶ آیت ۵)

اور (اس نے پیدا کیے) گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے بھی اور وہ پیدا کرتا رہتا ہے ایسی چیزیں جن کی تم کو خبر نہیں۔ (پارہ ۱۳ سورہ ۶ آیت ۸)

پانی

وہ (اللہ) ہی ہے جس نے تمہارے لیے آسمان سے پانی نازل کیا جس سے تمہیں پینے کو پانی ملتا ہے اور اسی سے سبزہ زار پیدا ہوتے ہیں جن میں تم موشی چراتے ہو اور اسی سے تمہارے لیے کھیتی لگاتے ہیں نیز زیتون اور کھجور اور انجور اور ہر قسم کے پھل (پیدا کرتے

ہیں) بے شک اس میں بڑی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں (پارہ ۱۳ اور ۶ آیت ۱۱-۱۰)

مختلف اقسام

اور (ان چیزوں کو بھی مسخر بنایا) جنہیں زمیں پر تمہارے لیے پھیلایا ان کی اقسام مختلف ہیں (اندرونی پٹرول معدنیات وغیرہ بیرونی تمام اشیا جو زمین سے نکلتی ہیں) بے شک ان میں بھی نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں (پارہ ۱۳ سورہ ۶ آیت ۱۲)

چاند سورج ستارے ہو بادل سمندر زمین پہاڑ ہر چیز انسان کے لیے اس کی ضروریات اور آرام و سکون مہیا کرتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ جب کبھی انسان کے بد اعمالی کے باعث انتہا کی ضرورت پیش آتی ہے یہی تمام چیزیں انسان کے جان و مال کی تباہی کا سبب بن جاتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کی اپنی بد اعمالی ہی اس کا سبب ہوتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام کائنات اور اس کی ہر شے اپنی مخلوق کے آرام کے لیے پیدا فرمائی ہے۔

ہر نعمت امانت ہے

انسان کے پاس جو کچھ ہے مال و دولت عمر و صحت علم و عمل اولاد و عیال وغیرہ وغیرہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی امانت ہے حتیٰ کہ انسان کی اپنی جان بھی امانت ہے یعنی اگر کوئی شخص کو اپنی جان ہلاک کرنا چاہے تو نہیں

کر سکتا کہ خود کشی کرنا حرام ہے حال آنکہ یہ ایسی صورت ہے کہ بظاہر اس سے کسی کو نقصان نہیں پہنچتا بلکہ یہ شخص خود اپنی جان دے کر اپنی دنیا ختم کر دیتا ہے۔

لیکن یہ جان بھی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور امانت کو استعمال کرنا مالک کی ہدایت کے مطابق ضروری ہے ورنہ خیانت ہوگی اور اس خیانت کا انجام جہنم کا قیام ہے۔

خود کشی حرام ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو، (پارہ ۵ سورہ ۲ آیت ۲۹)

خود کشی کرنا گناہ عظیم اور حرام ہے یہ ایسا گناہ ہے اس کی معافی نہیں ہے ایسا شخص مستقل جہنم میں رہے گا اپنی جان کی حفاظت یہاں تک کی جائے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی امانت کی ہونی چاہیے۔ اپنی جان کو قیمتی امانت سمجھنا اس کی حفاظت کرنا ضروری ہے تاکہ یہ امانت خدمت خلق اور تبلیغ دین میں کام آئے اگر دین کا حکم آجائے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق جہاد کا حکم ہو جائے تو پھر اپنی جان بھی قربان کر دو کہ اصل میں یہی وقت ہے کہ جس کے لیے یہ امانت عطا فرمائی گئی تھی اس کے علاوہ کوئی صورت اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے کی جائز نہیں ہے۔

قتل ناحق

ایسی صورت میں جب کہ انسان خود

اپنی جان کو ہلاک نہیں کر سکتا اگر وہ کسی دوسرے کو ناحق قتل کر دے تو یہ ایسا زبردست المیہ اور گناہ عظیم ہے کہ اس کی بھی معافی نہیں ہے بلکہ یہ قاتل بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈال دیا جائے گا خود کشی کے ذریعے اپنی جان دینا یا کسی مسلمان کو ناحق قتل کر ڈالنا انجام کے لحاظ سے یکساں ہیں۔

قتل کی ابتدا ابو البشر سیدنا آدمؑ کے بیٹے قابیل نے کی جس نے اپنے بھائی ہابیل کو ناحق قتل کیا حدیث شریف میں ہے کہ قیامت تک جتنے ناحق قتل ہوں گے ان کا کچھ گناہ قابیل کے حصے میں بھی آئیگا۔ قتل ناحق

جہالت اور رسم و رواج کے تحت جاری ہے جن علاقوں اور قبیلوں میں اس کا رواج ہے برسوں بلکہ صدیوں سے ہے یہ کیسا ظلم ہے کہ اگر کسی ایک شخص نے شیطان کے دھوکے میں مبتلا ہو کر کسی وقت کسی انسان کو ناحق قتل کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لیا تو مقتول کے رشتے دار قاتل یا اس کے خاندان کے کسی بھی فرد کو قتل کرنا عزت اور احترام کا طریق کار تصور کرتے ہیں یہ کتنا بڑا ظلم ہے لیکن یہ کون سا انتقام ہے کہ قاتل اصغر ہے انتقام اکبر سے لیا جائے پھر اکبر کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے اصغر کے خاندان کے کسی فرد کو ہلاک کر دیا جائے اس طرح یہ سلسلہ مدت العمر چلتا رہتا ہے اور اللہ کے ہمدے قتل ہوتے رہتے ہیں۔

افسوس ہے کہ جاہلیت کا یہ طریقہ

کار ہمارے ملک کے بعض علاقوں میں بڑی شدت سے جاری ہے محض رواج اور شیطانی دوسوں کی وجہ سے بعض تعلیم یافتہ اشخاص بھی اس شیطانی کام میں مبتلا ہوتے ہیں اور جنم میں ٹھکانہ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔

تہذیب و انسانیت کا سبق

ایک مسلمان کا خون ناحق تو بہت ہی بڑی چیز ہے مسلمان کو اذیت دینے والا بھی مومن نہیں رہتا جس کے بارے میں احادیث شریفہ میں متعدد بار وعید آئی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبہ شریف میں مسلمانوں کو جن بیادوی معاشرتی اصولوں کی تعلیم فرمائی تھی اس میں سود اور قتل ناحق بھی شامل ہے علاوہ ازیں احادیث شریفہ میں اس کی بہت مذمت فرمائی ہے محسن انسانیت سرور دو عالم ﷺ کا ارشاد فرمایا ہوا یہ انسانی اور اسلامی حقوق کا منشور تاریخ میں تہذیب اور انسانیت کا بیادوی سبق بن کر محفوظ ہے۔

خطبہ حجۃ الوداع

سید الانبیاء محسن انسانیت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

(۱)۔ لوگو سن لو کہ تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے (یعنی سیدنا آدم علیہ السلام) عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر، گورے کو کالے پر کوئی فضیلت

وہ تری نہیں مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری پر۔

(۲) دیکھو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

(۳) ہاں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو تمہیں جلد خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور تم سے تمہارے اعمال نامے کی باز پرس کی جائے گی۔

لوگو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری آمد و رفت قیامت تک کے لیے اسی عزت و حرمت کی مستحق ہیں جس طرح تم آج کے دن (یوم حج) اور مہینے (ذوالحجہ) اور اس شہر (مکہ مکرمہ) کی حرمت کرتے ہو۔

(۱) میں زمانہ جاہلیت کے تمام خون، خون کے بدلے اور انتقام آج مٹا رہا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں ریحہ بن حارث کے بیٹے کا خون (بدلہ اور انتقام) باطل کرتا ہوں۔

(۲) عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرو جس طرح تمہارے حق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حق تم پر ہیں۔

(۳) اپنے غلاموں کا خیال رکھو جو خود کھاؤ وہی انہیں کھاؤ جو خود پہنؤ وہی انہیں پہناؤ۔

(۴) میں جاہلیت کے تمام سود باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے خاندان میں سے عباس بن عبدالمطلب کا سود ختم کرتا ہوں۔

(۵) میں تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں جسے

مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو گرانا نہ ہو گے
یہ اللہ کی کتاب (قرآن حکیم) ہے۔

قاتل مشرک، مقتول شہید

آنحضرت ﷺ نے اپنے ارشادات میں مسلمانوں کے مال جان اور عزت و آبرو کا احترام ضروری قرار دیا ہے سب سے پہلے اپنے خاندان کا یعنی ربیعہ بن حارث کے بچے کا خون باطل قرار دیا گیا انتقامی کارروائی ختم کر دی گئی۔ قاتل ناحق کا معاملہ طے کرنا حکومت اور راج الوقت قوانین کے تحت کام کرنے والی عدالت کا کام ہے کسی شخص کو قانون ہاتھ میں لینے کا اختیار نہیں ہے اگر کسی خون کا قصاص یا خون بہا حاصل نہ ہو سکے تو صبر کی ضرورت ہے اللہ کا انصاف یقینی ہے

لیکن اس تعلیم کے خلاف شیطانی دھوکے میں مبتلا ہو کر انتقام کا ایک ایسا سلسلہ چل جاتا ہے جو ایک شخص واحد کی غلطی کو تمام خاندان اور قبیلے کی غلطی بنا دیتا ہے اور متعدد افراد یکے بعد دیگرے اس انتقام کی بھیٹ چڑھ جاتے ہیں۔

مسلمانوں کے ہاتھوں کسی مسلمان کا قتل یعنی ایک کلمہ گو کا دنیا سے اٹھ جانا ابلیس لعین کے لیے مسرت کا ذریعہ ہے اللہ تعالیٰ منصف اور عادل ہیں صبر کرنے والے کے لیے اجر و ثواب دنیا و آخرت میں ملتے ہیں ظالم کے لیے دنیا و آخرت میں سزا اور عقوبت ہے۔ ہر مقتول جسے ناحق قتل کیا جائے اللہ

تعالیٰ اس کو شہید کا درجہ عطا فرمادیتے ہیں جب کہ قاتل کا مشرک و شرک والے کی طرح ہو گا اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

قیامت کے دن ایسے مقتول اللہ تعالیٰ کے حضور فریاد کریں گے اللہ تعالیٰ ان کی فریاد سنیں گے۔ فیصلہ فرمائیں گے حدیث شریف میں ہے کہ:

مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے لائے گا اور دوسرے ہاتھ سے اپنا سر اٹھائے ہوئے ہو گا اور کہے گا میرے رب اس سے پوچھیے کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ (تفسیر لن کثیر)

غصہ اور مایوسی حرام ہیں

قتل اور خود کشی غصہ اور مایوسی کا نتیجہ ہے یہ دونوں کام اسی وجہ سے حرام ہیں غصہ شیطان کا ہتھیار ہے جس سے وہ کام لیتا ہے اس کے مقابلے میں صبر آرام و راحت کی کنجی ہے کہ جتنی دیر قتل کے کھلنے میں لگتی ہے اتنی ہی دیر کا انتظار ہے اس کے بعد راحت ہے۔

مایوسی کفر ہے یہ مایوسی ہی ہے جو خود کشی کا ذریعہ بنتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت بے کراں اور بے انتہا ہے اس رحمت سے مایوس ہونا کفر ہے اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلے اپنی مخلوق کے حق میں ہوتے ہیں کسی صورت میں نقصان کا باعث نہیں ہوتے نتیجے کے ظاہر ہونے کے لیے صبر کی ضرورت ہے لیکن

انسان غلت پسند ہے مایوسی میں مبتلا ہو کر خود کشی جیسا مذموم فعل انجام دیتا ہے جو عملی طور پر قتل ناحق کے برابر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی اسی کے مطابق ہے یعنی قاتل اور خود کشی کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ان کے لیے معافی نہیں ہے۔

قتل اور انتقام کا سلسلہ یقینی طور پر انسانیت کے خلاف شیطانی کارنامہ ہے جس کے نتائج مقتول اور قاتل دونوں کے خاندان بھیجتے ہیں ہر دو کو تکلیف و ایذا پہنچتی ہے اور قاتل دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے۔

قتل اور خود کشی کے سلسلے میں قرآن کریم اور احادیث شریفہ کے تراجم و مفہوم ملا حظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کا حکم عالی

اور جو کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کیا ہے (سورۃ النساء آیت ۹۳)

اور ناحق کسی کی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)

(اس آیت شریفہ کی تفسیر میں ہے کہ دوسرے کی جان لینا ہی حرام نہیں ہے بلکہ اپنی جان کو ہلاک کرنا بھی حرام ہے۔ قرآن

کریم کی یہ آیت مبارکہ دونوں پر حاوی ہے)

احادیث شریفہ

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سات چیزوں سے بچو (۱) شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) ناحق کسی کا خون کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد میں میدان کارزار سے پیٹھ دکھانا (۷) پاک دامن ایمان دار عورتوں پر بہتان لگانا (تجزید صحیح مسلم عن ابی ہریرہ)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مسلمان کو گالی دینا فسق و فجور ہے اور قتال و خون ریزی کفر کے ہم پلہ ہے (تجزید صحیح مسلم عن عبداللہ بن مسعود)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قیامت کے دن لوگوں کے معاملات میں جس چیز کا فیصلہ سب سے پہلے کیا جائے گا وہ انسانوں کے خون ہوں گے (تفسیر ابن کثیر) حقوق اللہ میں سب سے پہلے انسانوں کی جان و مال اور آبرو نہیں ہوں گی ان کا حساب پہلے ہو گا۔ (تجزید صحیح مسلم)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل پر آدھے کلمے سے بھی اعانت کی وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا کہ یہ شخص اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وضاحت

قتل ناحق اور خود کشی حرام اور اس کا کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس کے ساتھ ہی اس کا معاون یا قاتل کی بریت اور قصاص سے چھاننے کے لیے جھوٹی گواہی دینے والے یا تعاون و امداد فراہم کرنے والے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دیے جائیں گے جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ہلاکت اور عذاب کے سوا ہو گا۔

اگر کسی کی جھوٹی گواہی سے کسی آدمی کو سزائے موت ہو گئی کہ جس کا قتل سے کوئی واسطہ نہیں تھا یا کسی کی جان چھاننے کے لیے کسی دوسرے کو بلا وجہ طوٹ کر کے جھوٹی شہادتوں کی بنا پر سزائے موت کرادی تو یہ جھوٹی گواہی دینے والے بھی خون ناحق کے مجرم ہوں گے۔

قاتل ترکہ سے محروم ہے

حدیث شریف میں ہے کہ: قاتل مقتول کے ترکے کا وارث نہیں ہوتا (مشکوٰۃ شریف)

یعنی اگر کسی ظالم نے مال و دولت کے لالچ میں اپنے مورث کو کہ جس کا یہ وارث ہو ہلاک کر دیا تو یہ قاتل اب اس مقتول کے ترکے کا حق دار نہیں رہے گا اور ترکہ دوسرے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا اس طرح دولت کے حصول کے لیے قتل کا یہ راستہ شریعت نے بند کر دیا۔

خود کشی کرنے والا

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو کسی لوہے کے ہتھیار (خنجر تلوار وغیرہ) سے ہلاک کرے تو وہ جہنم میں ہمیشہ رہے گا جس سے کبھی رہائی نصیب نہ ہوگی اور جس نے زہر پی کر خود کشی کی وہ ہمیشہ ہمیشہ زہر پیتا رہے گا جس نے پہاڑ وغیرہ سے خود کو گرا کر ہلاک کیا وہ ہمیشہ اسی طرح خود کشی کرتا رہے گا اور یہ سب اس کے ساتھ جہنم کی آگ کے عذاب میں مبتلا رہیں گے اور کبھی رہائی نہ پاسکیں گے (مفہوم ترجمہ تجرید مسلم)

سزائے موت

کسی مسلمان کا قتل شریعت نے صرف تین صورتوں میں جائز قرار دیا ہے یہ بھی جہاں شریعت کے مطابق اسلامی قوانین کا نفاذ ہو اور معاملے کا فیصلہ قاضی کی عدالت سے ہو کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں ہے اور جس ملک میں دوسرے قوانین کا نفاذ ہو وہاں قانون نافذ کرنے والے ادارے اس کا مقدمہ کریں اور عدالت مروجہ قانون کے مطابق فیصلے کرے۔

اسلام میں سزائے قتل صرف تین صورتوں میں جائز ہے۔

(۱) خون ناحق کرنے والے قاتل کو بطور قصاص قتل کرنا

(۲) زانی محسن (شادی شدہ) کو زنا

بعد پھر کفر اختیار کرے اس کو ارتداد کی سزا میں قتل کرنا بعض خاص حالتوں میں ذاکہ زنی اور جاسوسی کی بھی یہ سزا ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کے علاوہ کفار اور مشرکین کو بھی صرف حالت جنگ و جہاد میدان کارزار میں قتل کرنا جائز ہے ورنہ ان کی حفاظت بھی پر امن رعایا ہونے کی صورت میں اسلامی حکومت کے ذمے ہے۔

قصاص رحمت ہے

کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے والا قصاص یعنی بطور سزا قتل کیے جانے کے علاوہ خون بہادے کر بھی چھوٹ سکتا ہے بشرطیکہ مقتول کے ورثہ راضی ہو جائیں یا وہ معاف کر دیں۔

قصاص بھی اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے اگر مقتول کے ورثہ کو قصاص مل جائے یا ان کی مرضی ہو تو وہ خون بہا وصول کر لیں تو یہ قتل در قتل کا سلسلہ ختم ہو جائے لیکن ہمارے ملک میں نظام حکومت عملاً وہی ہے جو دو صد

بیس قبل انگریزوں نے رائج کیا تھا جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ مال دار قاتل کا جھوٹی شہادتوں کی بنا پر سزا سے بچ جانا ممکن ہے۔ بعض اوقات مقتول کے ورثہ قتل کا مقدمہ ہی دائر نہیں کرتے اور خود انتقام لینا پسند کرتے ہیں جو شرعاً و قانوناً جائز نہیں۔ واضح رہے کہ اسلام میں

قصاص ہے انتقام نہیں ہے اور یہ قصاص اصل قاتل کے لیے ہے لیکن انتقام قاتل کے پورے خاندان اور بعض صورتوں میں پورے قبیلے سے لینا ضروری خیال کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک قتل کے عوض متعدد قتل ناحق ہو جاتے ہیں۔

قصاص میں ایک قاتل کی جان ضرور جائے گی اور وہ اس کا سزاوار بھی ہے لیکن اس ایک جان کی ہلاکت سے درجنوں دوسری جانیں محفوظ رہیں گی اور اگر اس شرعی قانون پر عمل درآمد کیا جائے تو یقیناً قتل کی وارداتیں نہ ہونے کے برابر کم ہو جائیں گی۔

قصاص ضروری ہے

قصاص میں کسی ہمدردی کی ضرورت نہیں ورنہ یہ رعایت اور مروت معاشرے کا سرخان بن جائے گی جیسا کہ اب ہمارے ملک میں ہے قاتل کی نوعیت انسانی جسم کے اس عضو کی طرح ہے جو گل سڑ کر خراب ہو چکا ہے اور ماہر سرجن کی رائے کے مطابق انسانی جان اور جسم کو چنانے کے لیے اس عضو کو کاٹ دینا ضروری ہے۔

البتہ خون بہا کی اجازت شریعت نے دی ہے اگر مقتول کے ورثہ اپنی مرضی سے اس کے لیے تیار ہوں تو خون بہا ادا کر کے قاتل کی جان بخشی ہو سکتی ہے خون بہا کے لیے بھی تفصیل طے شدہ ہے تاہم یہ اختیار ہے کہ ایسے میں جس طرح طے کر لیا جائے وہی قابل عمل

ہے۔ کسی نے قاتل کو چنانے کی ناجائز طور پر کوشش کی یا جھوٹی شہادت دی یا دلائی تو ایسا شخص اس قتل میں معاون سمجھا جائے گا۔ قاتل صرف ایک انسان کا قاتل ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والا ہے جس کی سخت سزا مقرر ہے۔

نفاذ شریعت کی برکت

قصاص اور دیگر شرعی قوانین کے نفاذ کے باعث سعودی عرب دنیا کے تمام ممالک میں منفرد مقام رکھتا ہے جہاں امن و امان اور جرائم کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قانون شریعت پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے اس میں چور راستے اختیار نہیں کئے جاتے بلکہ حقیقی طور پر عمل درآمد ہوتا ہے جس کی مثال شاہ فیصل شہید کے قاتل کے قصاص کی صورت میں دی جاسکتی ہے جو خود بھی شاہی خاندان کا فرد تھا اور شاہ فیصل شہید کے بھائی کا بیٹا تھا۔

کچھ عرصے قبل زنا کی حد میں ایک شہزادی اور اسکے ساتھ ایک سفیر کا بیٹا سر عام قتل کیا جا چکا ہے۔ اگر شاہی خاندان کے افراد حد و قضا کے تحت سر بازار عام آدمی کی طرح قتل کئے جاسکتے ہیں تو عام آدمی کو یہ غور کرنا پڑے گا کہ اگر میں نے ایسی کوئی غلط بات کی تو نتیجہ سامنے ہے۔

اصل چیز قانون پر عمل کرنا اور کرنا

بیمار پرسی کا ثواب

بیماری کی دوا ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے، جب دوا بیماری کے موافق ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ (مسلم، مشکوٰۃ)۔

سنن ابی داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ شانہ نے مرض بھی نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض کے لیے دوا پیدا کی اس لیے دوا کرو، البتہ حرام چیز سے علاج مت کرو۔“ (زاد المعاد)۔

علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط

حضور اکرم ﷺ حالت مرض میں خود بھی دوا کا استعمال فرمایا کرتے اور لوگوں کو علاج کروانے کی تلقین بھی فرماتے، ارشاد فرمایا، ”ہدگان خدا! دوا کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفاء مقرر کی ہے۔ بجز ایک مرض کے، لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”بہت زیادہ بڑھاپا“ (ترمذی، زاد المعاد)۔

آپ ﷺ ہمارے طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے (زاد المعاد)۔

نادان طبیب کو طبیعت سے منع فرماتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے۔ (زاد المعاد)۔

حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع فرماتے۔ ارشاد فرماتے: اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی، (زاد المعاد)۔

مریضوں کی عیادت

صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں جو بیمار ہو جاتا، حضور اکرم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے۔ (زاد المعاد)۔

مریض کی عیادت کے لیے کوئی دن مقرر کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت طیبہ میں سے نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ دن رات تمام اوقات میں (حسب ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے۔ (زاد المعاد)۔

حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلہ میں شور و شغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے، (مشکوٰۃ)۔

آپ ﷺ مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے سرہانے بیٹھتے۔

اس کا حال دریافت فرماتے اور پوچھتے طبیعت کیسی ہے؟ (زاد المعاد)۔

آنحضرت ﷺ عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے، اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کے لیے وہ چیز منگواتے اور فرماتے مریض جو مانگے وہ اس کو دو، اگر مضر نہ ہو۔ (حسن حسین)۔

تسلی و تسکین

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں اس کو خوش کرو) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رد تو نہ کر سکیں گی لیکن اس سے اس کا دل خوش ہو گا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ (جامع ترمذی سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)۔

کبھی آپ ﷺ مریض کی پیشانی پر دست مبارک رکھتے، پھر اس کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دعا کرتے، اے اللہ، اسے شفاء دے، اور جب آپ ﷺ مریض کے پاس تشریف لے جاتے، تو فرماتے فکر کی کوئی بات نہیں اشاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہو جائے گا، بسا اوقات آپ ﷺ یہ فرماتے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور بطور نمان جائے گی۔ (زاد المعاد)۔

عیادت کے فضائل

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ مؤمن جب

اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف)۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو، کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہی فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم مشکوٰۃ)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے اس لیے کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کے مانند ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

مریض پر دم اور اس کے لیے دعا کرنا صحت

آپ ﷺ مریض کے لئے تین بار دعا فرماتے، جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت سعدؓ کے لئے دعا فرمائی۔ اے اللہ سعد کو شفاء دے اے اللہ سعد کو شفاء دے اے سعد کو شفاء دے۔ (زاد المعاد)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے، لہذا اللہ رب الناس الخ (اے سب آدمیوں کے پروردگار! اس بندے کی تکلیف دور فرما دے اور شفاء

عطا فرما دے، تو ہی شفاء دینے والا ہے، پس تیری ہی شفاء شفاء ہے، ایسی کامل شفاء عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے) (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے اور خود اپنا دست مبارک اپنے جسم پر پھیرتے، پھر جب آپ ﷺ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپ پر دم کرتی جن کو پڑھ کر آپ ﷺ دم کیا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کا دست مبارک آپ ﷺ کے جسم پر پھیرتی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم معارف الحدیث)۔

حضور ﷺ مریض کی پیشانی یاد کرتی ہوئی جگہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر فرماتے۔ اللھم اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءك شفاء لا یغادر مستقما۔

ترجمہ "اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما اور شفاء دے تو ہی شفاء دینے والا ہے، تیری شفاء کے علاوہ کوئی شفاء نہیں ہے، ایسی شفاء دے جو مرض نہ چھوڑے۔"

یہ دعا بھی وارد ہے: اللھم اشفہ اللھم عافہ ترجمہ: اے اللہ! اس کو شفاء دے اور اس کو عافیت دے۔"

یاسات مرتبہ یہ دعا پڑھے: اسال اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک

ترجمہ: میں سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو بڑا ہے اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفا بخشے۔ جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت نہ آئی ہو اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفا دے گا۔ (مسلم، بخاری، ترمذی، زاد المعاد، ابوداؤد، حسن حصین)

حضرت عثمان ابن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد کی شکایت کی جو ان کے جسم کے کسی حصہ میں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو جہاں تکلیف ہے اور تین دفعہ کہو بسم اللہ، اور سات مرتبہ کہو اعوذ بعزۃ اللہ قدرتہ من شر ما اجد احاذر (میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اسکی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو میں پارہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے) کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرمادی۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت عبد اللہ عباس ابن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھ کر حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے۔

اعیذ بکلمات اللہ التامۃ من شر کل

شیطان و ہامتہ ومن کل عین لامتہ، (ترجمہ) میں تمہیں پناہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی ہر شیطان کے شر سے اور ہر زہریلے جانور سے اور ہر اثر ڈالنے والی آنکھ سے۔ اور فرماتے تھے کہ تمہارے جد امجد اور ایم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسمعیل اور اسحاق علیہ السلام پر ان کلمات سے دم کرتے تھے، (معارف الحدیث، رواہ البخاری)

جس کے زخم یا پھوڑا یا کوئی تکلیف ہوتی آپ ﷺ اس پر دم کرتے، چنانچہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ دیتے، پھر دعا پڑھتے۔ بسم اللہ تریہ ارضنا بریقہ بعصنا یشی سقمنا باذن ربنا، (ترجمہ) میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے یہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفاء دے گی، اور اس جگہ انگلی پھیرتے، (زاد المعاد)

حالت مرض کی دعا

جو شخص حالت مرض میں یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھے، اگر مرنا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے، لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین اگر مرض میں یہ دعا پڑھے اور مر جائے تو اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی،

لا الہ الا اللہ اکبر لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لا الہ الا اللہ لہ الملك ولہ الحمد لا الہ الا اللہ و لا حول و لا قوت الا باللہ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

زمانہ بیماری میں صدق دل اور سچے شوق سے یہ دعا کرے (معارف الحدیث)

اللھم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک (حصن حصین) ترجمہ: اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما اور کیجئے میری موت اپنے رسول ﷺ کے شہر میں۔

بیماری میں زمانہ تندرستی کے اعمال کا ثواب

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ بیمار ہو یا سفر میں جائے اور اس کی بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورا کرنے سے مجبور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے اعمال اسی طرح لکھے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت و تندرستی کی حالت میں اور زمانہ اقامت میں کیا کرتا تھا (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

تکلیف وجہ رفع درجات

محمد ابن خالد سلمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندہ مو من کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بند

مقام ملے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پاسکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے، یہاں تک کہ ان مصائب و تکالیف (ان پر صبر) کی وجہ سے اس بلند مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جو اس کے لئے پہلے سے ملے ہو چکا تھا۔ (معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد)

وجہ کفارہ سینات

حضرت ابو سعید خدریؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مؤمن کو جو بھی بیماری، جو بھی پریشانی، جو بھی رنج و غم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کاٹنا بھی اس کے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی فرما دیتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

موت کی یاد اور اس کا شوق

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! موت کو یاد کرو اور اس کو یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے" (جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "موت مؤمن کا تحفہ ہے" (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور نہ دعا کرے اور اگر اندر کے داعیہ سے بالکل ہی مجبور ہو تو یوں دعا کرے:-

اللهم احمني ما كانت الحيوۃ خيراً لى و توفنى اذا كانت وفاة خيراً لى،

ترجمہ: اے اللہ! جب تک زندگی بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو اس وقت مجھے دنیا سے اٹھا لے۔ (صحیح بخاری، مسلم، معارف الحدیث)

موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کہا کریں ۹

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرنے والوں کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کریں، (معارف الحدیث، صحیح مسلم)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں پر سورۃ یسین پڑھا کرو۔ (معارف الحدیث، مستدرک، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

سکرات الموت

مرنے والے کا منہ مرتے وقت قبلہ کی طرف کر دیں اور خود وہ دعا مانگے۔

اللهم اغفر لى وارحمنى والحقنى با لرفیق الاعلى اور لا الہ الا اللہ پڑھے

اور اللهم اعنى على غمرات الموت و سکرات الموت،
ترجمہ: "اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے، اللہ کے سوا کوئی نہیں، اے اللہ! موت کی غمٹیوں (کے اس موقع) میں میری مدد فرما۔" (ترمذی شریف)

جہاں کنفی

جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائیں اور کپٹھیاں دب جائیں تو چاہئے کہ اس کو داہنی طرف قبلہ رخ لٹائیں اور مستحب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له و اشہد ان محمداً عبده و رسولہ اور اس کے پڑھنے کے لئے اصرار نہ کریں اس لئے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اور اس کے بعد وہ اور کوئی بات کرے تو پھر ایک بار اسی طرح تلقین کرے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس سورہ یسین پڑھے اور نیک اور متقی آدمی اس کے پاس موجود رہیں۔ (ترمذی)

جب موت واقع ہو جائے تو اہل تعلق یہ دعا پڑھیں۔

انا لله وانا اليه راجعون اللهم اجرني في مصيبي واخلف لي خيراً منها (ترمذی)

ترجمہ: بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ! میری مصیبت میں اجر دے اس کے عوض مجھے اچھا بدلہ عنایت فرما۔

جب موت واقع ہو جائے تو کپڑے کی پٹی سے اس کی داڑھی سر کے ساتھ باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور باندھتے وقت پڑھیں۔

بسم الله وعلى ملته رسول الله اللهم يسر عليه امره و سهل عليه ما بعده و اسعده بلفانك واجعل ماخرج اليه خيراً مما خرج عنه، ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر اے اللہ! اس میت پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ نلنہ روپ زمان آسان فرما جو اب اس کے بعد آئے گا، اور اس کو اپنے دیدار (مبارک) سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے) پھر اس کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیں اور مستحب ہے کہ اس کے کپڑے اتار کر ایک چادر لوڑھائیں اور چار پائی یا چوکی پر رکھیں زدین پر نہ چھوڑیں، پھر اس کے دوست احباب کو خبر کر دیں تاکہ اس کی نماز میں زیادہ شریک ہوں اور اس کے لئے دعا کریں اور مستحب ہے کہ اس کے ذمہ جو قرض ہو اس کو لوا کریں اور تجیز و تکفین میں جلدی کریں۔

فصل سے پہلے میت کے قریب قرآن مجید پڑھنا منع ہے۔
والله ولي التوفيق

عورت چمن کائنات کا مہکتا پھول

عبد الغفور ندوی
(طالب علم جامعہ فاروقیہ)

کو بلند مقام عطا کیا اسلام نے اسے اتنا اہم اتنا سہارا دیا کہ اسے یہ احساس بھی نہ ہونے دیا کہ وہ کمزور ہے بلکہ عورت جن مختلف حالتوں سے گزرتی ہے اسے اسی حالت میں بلند مقام عطا کیا گیا مثلاً عجمین ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ماں باپ کے دل میں اس کی محبت اور الفت پیدا کر دی دنیا میں جتنا گمراہ اور مضبوط تعلق والدین اور اولاد کا ہوتا ہے اتنا گمراہ اور مضبوط تعلق اور کسی کا نہیں ہو سکتا انسان جب دنیا میں آتا ہے تو اس کا استقبال اس کے والدین ہی کرتے ہیں اگر وہ بیٹھی ہے تو حدیث میں ارشاد ہے کہ یہ تمہاری نیکیاں ہیں۔ گویا نعمت کے اوپر شکر واجب ہے کفر ان نعمت کرو گے تو سزا ملے گی لڑکی پر پیار و محبت اور شفقت زیادہ مہذول کرائی گئی تاکہ لڑکوں کی نسبت لڑکیوں پر ماں باپ زیادہ شفقت کریں۔

کے بعد الگ کرتی ہے۔ اس لیے اے انسان میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر گزار بن۔
اس آیت مبارک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کے ساتھ ماں باپ کے شکر کو شامل کر کے ان کے مقام و مرتبے کا تعین کیا ہے۔ نیز ماں باپ کی تکلیفوں اور خدمات کا ذکر فرما کر خدمت کے لیے اس کے حق کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے بخاری شریف کی ایک حدیث والدہ کے مقام اور مرتبے کی نشان دہی کرتے ہوئے ہمیں سمجھوڑتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ سے ایک صاحب نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ میری خدمت کا کون زیادہ حقدار ہے؟

آپ نے فرمایا: تمہاری ماں۔
انہوں نے پوچھا پھر کون؟
آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔
انہوں نے پوچھا پھر کون؟
آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔
انہوں نے پوچھا پھر کون؟
آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔
انہوں نے پوچھا پھر کون؟
آپ نے فرمایا تمہاری ماں۔

دنیا کی اقوام نے عورت کی تذلیل کی مگر اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے عورت

اگر کسی کو الٹی چھری سے ذبح کر دیا جائے تو شاید اس کو اتنی اذیت، تکلیف اور درد نہ ہو گا جتنا ایک ماں کو اپنے بچے کی ولادت کے وقت ہوتا ہے مگر اس کی اس تکلیف میں صبر و ضبط اور حوصلہ بھی کسی اور کا حصہ نہیں بن سکتا مانتا کی محبت اور مسکراہٹ سے کون ایسا شقی القلب ہو گا جو انکار کر سکے اس ہستی میں، ماوث ریا، تصنع اور خود غرضی کا کبھی آپ اپنے ذہن میں گمان بھی نہیں کر سکتے وہ مشکل سے اشکال آزمائش میں خنداں اور ہر مصیبت میں دوسروں کے آنسو پونچھنے والی ہستی ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اولاد پر ماں باپ کا اس درجے احسان ہے کہ ان کے نامہ اعمال کو اس نے نیکیوں سے بھر دیا حدیث میں ارشاد ہے کہ اولاد کے لیے ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ یعنی جتنی ماں کی اطاعت کرو گے جنت اتنی ہی زیادہ قریب ہوگی جتنی ماں کی نافرمانی کرو گے اتنی ہی جنت دور ہوگی۔ سورۃ لقمان میں ارشاد ہے ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ (حسن سلوک) کی تاکید کی ہے اس کی ماں اے تکلیفوں پر تکلیفیں جمیل کر (پیٹ سے) اٹھاتی (اور پیدا کرتی) ہے اور پھر دو سال (تک اپنا خون جگر پلانے)

جب عورت منکوحہ ہو کر خانوادہ کے ماتحت آئی تو پھر شریعت نے بیویوں کے ساتھ پیار و محبت کرنے اور سخت دلی کلمہ تاؤ کرنے اور سختی سے پیش نہ آنے کی تلقین فرمائی کہا گیا کہ اگر ان سے کوئی غلطی یا زیادتی ہو جائے تو صبر و تحمل سے کام لو خانوادہ کو متوجہ کیا گیا کہ یہ تیری سب سے زیادہ شفقت و محبت کی مستحق ہے اور حکم دیا گیا کہ بیویوں سے رحم کرو اور ان سے بے پروائی اختیار نہ کرو۔

شاعر کہتا ہے۔
ازرا کہ بجائے تست ہر دم کرے

عذر شہد اگر کندہ عمر سے ہے

ترجمہ: جس نے سو فہ آرم پانچیا ہو اس کے ہاتھ سے اگر ایک دفعہ تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس کو زبان پر نہیں لانا چاہیے (خطبات حکیم الامت ج ۲۰ ص ۳۵)

بیوی صرف رہائش کپڑے کھانے اور دیگر جائز ضروریات کے عوض شوہر کی اس قدر خدمت کرتی ہے کہ اتنی تنخواہ میں کوئی نوکر یا خادمہ ہرگز نہیں کر سکتی بغیر بیوی کے مگر کا انتظام ہوتی نہیں سکتا۔ خدا نے جتنی وسعت دی ہے جیسا تم اپنی ذات کے لیے خرچ کرتے ہو ویسا ہی اس کو بھی خرچ کرنے دو جہاں تک ممکن ہو سکے عورت کو راحت دو پریشان اور تنگ مت کرو حضور اکرم ﷺ کی پیدائش سے پہلے عرب معاشرے میں جو ظلم و ستم عورت پر کیا جا رہا تھا وہ کسی انسان تو کیا جانور پر بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ جب آپ ﷺ کو نبوت عطا کی گئی تو آپ ﷺ نے عورت کے مرتبے و مقام کو بلند کیا اور اسے عزت و مرتبہ عطا فرمایا اس کے برعکس آج کی عورت جو اپنے آپ کو بہت آزاد سمجھتی ہے دور جہالت سے بھی بڑھ کر اب کینر بنی پھر رہی ہے۔

اے میری ماؤ، بہو آج آپ اپنے مقام اور مرتبے کو پہچان لیجئے۔ نوکری کرنا اور گھر کی چار دیواری کے باہر کا کام مرد کے ذمے تھا لیکن کیہ سب کام آج کی غیر اسلامی تہذیب نے آپ کے ذمے لگا دیے ہیں۔

تھوڑی دیر کیلئے آپ اپنے ضمیر پر زور دے کر ذرا سوچیں کہ آج مرد نے عورت سے کیا کچھ نہیں کروایا۔ گھر کے سارے کام کرنا آپ پر ضروری، نوکری کرنا آپ پر ضروری، کچھ لوگوں نے پیسہ کمانے کے لیے آپ کی عزت کو نیلام کیا بعض نے پیسوں کی لالچ میں آپ ہی کو سنیما ہال کی زینت بنا دیا۔ بعض نے آپ کو دنیاوی لالچ میں پھنسا کر آپ سے کیا کیا فوائد حاصل کیے لیکن آپ نے کبھی سوچا کہ مرد نے آپ کو کیا دیا ہے؟ یہی دیا کہ آپ کا حق مارتا چلا گیا اب حالت یہ ہو چکی ہے کہ ہر جگہ عورت آزادی کے نام پر ظلم و ستم کا شکار ہے۔

اب آئیے جنگ سنڈے میگزین ۲۶ نومبر ۲۰۰۰ء کی دل ہلا دینے والی رپورٹ کا جو آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے اور تھوڑی دیر کے لیے سوچے کہ آج آزادی کے پر فریب نعروں نے ہمیں کیا دیا ہے پڑھتے جائیے اور شرماتے جائیے میگزین کے صفحہ نمبر ۴ پر لکھا ہے، صبا کا تعلق ایک متوسط گرانے سے ہے بیٹی نے باپ کا معاشی بوجھ کم کرنے کے لیے ایک نجی ادارے میں ملازمت کر لی پر کشش تنخواہ سے جہاں گھر کے حالات بدلے وہاں اسے ڈیڑھ سالہ ملازمت کے دوران پیش آنے والے ناخوش گوار واقعات بھی کڑوے گھونٹ سمجھ کر پینا پڑے کیونکہ ایک مجبور اور ضرورت مند لڑکی کے نزدیک لوگوں کی گرمی نگاہوں اور لباس کے

بارے میں ادا کیے جانے والے بے ہودہ جملے، فقرہ بازی اور چھیڑ چھاڑ کو برداشت کرنا آسان تھا لیکن آٹھ ہزار روپیوں سے ہاتھ دھونا بہت مشکل، آگے صفحہ نمبر ۵ پر لکھا ہے، امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کی تحقیق کے مطابق امریکا میں ہر سال آٹھ لاکھ خواتین زنا بالجبر کا شکار ہو جاتی ہیں اسی طرح ہر پندرہ سیکنڈ بعد ایک خاتون کو بے آبرو کر دیا جاتا ہے۔ جنسی تشدد کا شکار ہونے والی خواتین میں سے اکیس فی صد کی عمر سترہ سال سے بھی کم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بڑے بڑے بارونق شہروں کے پارکوں میں روزانہ پندرہ تا پچیس برس کی عمر کی خواتین کی برہنہ اور بے آبرو لاشیں پڑی ملتی ہیں۔ جنوئی ایشیا میں ہر سال دس لاکھ لڑکیاں جسم فروشی پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

اب آئیے ملک پاکستان کے بارے میں رپورٹ پڑھیے جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ مذکورہ اخبار کے صفحہ نمبر ۵ پر انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ملک میں ہر روز دس خواتین پر جنسی حملہ کیا جاتا ہے۔ اور جامعہ کراچی کی رپورٹ کے مطابق پانچ میں سے چار خواتین کو کام کے دوران جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے واقعات میرے سامنے موجود ہیں مگر لکھنے کو شرم و حیا اجازت نہیں دیتی سوچنے کی بات ہے کہ آخر یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ کبھی آپ نے سوچا، یہ سب کچھ اس وقت ہوا ہے کہ جب

مرینہ زاکر (رولپنڈی)

قدرتی اشیاء سے

چہرے کا حسن نکھاریٹے

حسن کی حالی اور برقراری کے لیے انسان نے ہمیشہ قدرت کے بیونی جس میں رکھے پھولوں پھولوں سبزیوں اور جڑی بوٹیوں سے کام لیا عراق میں ہونے والی کھدائیوں میں ساٹھ ہزار سال پرانی قبروں سے آٹھ مختلف قسم کی حسن افزا بوٹیاں برآمد ہوئی ہیں اجتنا کے غاروں میں بنی تصویروں میں خواتین کو سنگسار کرتے دکھایا گیا ہے اس مقصد کے لیے کاجل کے علاوہ مختلف پھولوں کے استعمال کا پتہ چلا ہے مصر کی ملکہ قلو پطرہ افزائش حسن کے لیے خاص قسم کے دودھ سے غسل کرتی تھی بابائے طب بقراط (۳۶۰-۳۰۰ قبل مسیح) اس مقصد کے لیے خشبودار تیل تجویز کرتا تھا حکیم جالینوس شہد کی مکھی کے موم میں روغن زیتون اور عرق گلاب کو خوب ملا کر بطور کریم استعمال کرنے کا مشورہ دیتا تھا۔

برصغیر میں اس مقصد کے لیے ہلدی زعفران صندل بادام سنتروں کا چھلکا بلبے کا آنا وغیرہ ایشوں میں شامل کیا جاتا تھا ملکہ نور جہاں گلاب کے پھولوں سے پانی سے غسل کرتی تھی اسی پانی میں تیر تاروغن بعد میں عطر گلاب بنا۔

مسلمانوں کی حویلیوں محل سراؤں میں مشاطہ خواتین کے لیے مختلف اہن اور لپ تیار کرنے ان کی مالش اور حسن افزا غسل کا اہتمام کرتی تھی ان کا ایک اہم کام بالوں کی صفائی ان میں مختلف رنغیات کی مالش اور انہیں سنوارنا بھی ہوتا تھا۔

تلی ہوئی اشیاء گوشت کی کثرت مسالوں کی بھرمار اور ثقیل غذائیں جلد اور حسن کی دشمن ہوتی ہیں اسی طرح چائے کافی اور کولا مشروبات کا کثرت استعمال مٹھائیوں کا لپکا اور چنور پن سے حسن غارت ہو جاتا ہے۔ نکھری جلد اور صاف ستھرے خون کے لیے ضروری ہے کہ پانی خوب پیاجائے کہ اندرونی اعضاء دھلیں اور سینے آنتوں اور پیشاب کے راستے خون اور جسم کے فضلات خارج ہوتے رہیں۔

تازہ زندہ غذا

حسن سدایہار کے لیے تازہ اور زندہ اشیاء کا استعمال بھی بہت ضروری ہے زندہ اشیاء سے مراد تازہ سبزیاں اور پھل ہیں بلکہ ایسی جڑی بوٹیاں بھی ان میں شامل ہیں جو معدے جگر گردوں کو چست رکھیں ان تازہ

اور زندہ اشیاء پر مشتمل غذاؤں کے استعمال سے مدافعت کا نظام قوی رہتا ہے اور عام صحت اچھی رہتی ہے۔

ورزش اور مالش

ورزش اور مالش کا مقصد اعضاء کو متحرک کرنا اور جلد کے نیچے دوران خون کو تیز رکھنا ہوتا ہے۔ ورزش سے دوران خون بڑھتا ہے اور عضلات اور جوڑوں کے علاوہ اندرونی اعضاء مستعدی سے اپنا کام کرتے ہیں اسی طرح مالش سے جلد تازہ دم ہو جاتی ہے جہریاں اس پر اپنا جال نہیں بٹھیں یہ مالش جسم پر ہاتھ یا کسی نرم برش یا مومے کپڑے سے بھی کی جاتی ہے یا پھر اس کے لیے مختلف قسم کے خشبودار تیل بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں ان تیلوں کے دوائی اثرات کے علاوہ ان کی خشبو راحت حش ثبات ہوتی ہے۔

ملکہ نور جہاں کی طرح غسل کے دوران خشبودار تیل کے چند بوندیں پانی میں شامل کر لینے سے بھی تحسک کشیدگی دور ہو جاتی ہے اعصاب تازہ اور دماغ سرشار ہو جاتا ہے۔

خشبودار تیلوں مثلاً چینیلی وغیرہ کی سر میں مالش سے اچھی گرمی نیند آتی ہے اور یہ آپ یقیناً جانتے ہیں کہ خود نیند کی حالی اور برقراری حسن میں بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے اسی طرح کئی تیل دکتے پٹھوں اور جوڑوں کی مالش کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

اونچی ایزی کے جو توں کا استعمال ہماری خواتین میں بہت عام ہے اس سے ان کے پیروں کی ہڈیوں اور عضلات پر بڑے خراب اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کی شکل بچو جاتی ہے اور ان میں درد اور کبھی درم بھی ہو جاتا ہے تیل کی مالش سے انھیں بڑا آرام ملتا ہے بلکہ محض خشک مالش سے بھی دکھن دور ہو جاتی ہے۔ یہاں تیل کے بارے میں یہ بتانا بھی مناسب ہو گا کہ یہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وہ قسم جو فراری کھاتی ہے جیسے سفیدے (یوکلپٹس) کا تیل کہ تیل بہت تیز ہوتے ہیں براہ راست ان کی مالش سے تکلیف ہو سکتی ہے دوسری قسم کے تیل وہ ہیں جو روغنی بیجوں سے حاصل ہوتے ہیں مثلاً سورج مکھی کا یا روغن زیتون اور روغن بادام یہ تیز نہیں ہوتے انھیں تنہا یا کسی فراری تیل کی آمیزش کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔

ماسک
دیوٹی پر لرز میں مختلف کیمیائی اجزا پر مشتمل یہ ماسک بھرت استعمال ہوتے ہیں قدرتی اجزاء سے تیار یہ ماسک گھر میں بھی آسانی سے بن سکتے ہیں اور یہ بہت مفید بھی ثابت ہوتے ہیں ان کے استعمال سے جلد میں ایک نئی جان پڑ جاتی ہے کیلیں دور ہو سکتی ہیں جلن اور سوزش سے نجات مل جاتی ہے جلد حال اور جھریاں دور کی جاسکتی ہیں۔

ماسک لگانے سے پہلے آپ اپنے بال پیچھے کر کے اوپر کوئی کپڑا باندھ لیں تاکہ بال اور کپڑے محفوظ رہیں۔

ماسک لگانے سے پہلے چہرہ اچھی طرح صاف کریں۔

لیپ یا ماسک کو خاصا گاڑھا ہونا چاہیے تاکہ اس میں شاکل اشیا جلد پر اچھی طرح لگ جائیں لیکن اتنا گاڑھا بھی نہ ہو کہ نوچ کر نکالنا پڑے ماسک آنکھوں اور ہونٹوں پر نہ لگے۔

ماسک کو چہرے پر پندرہ منٹ تک لگا رہنے دیں اور پھر پانی سے اچھی طرح دھو لیں اور یہ یاد رکھیں کہ پانی سے دھونے کے بعد جلد خشک ہو سکتی ہے اس لیے چہرے پر جلد کو نم رکھنے والی کوئی شے مثلاً عرق گلاب میں شامل گلیسرین کی چند ہونڈیں لگائیں۔

قدرتی لیپ
ان سے فائدے کے لیے ضروری ہے کہ تازہ پھل اور سبزیاں حاصل کی جائیں یہ بھی ضروری ہے کہ انھیں قدرتی کھاد دی گئی ہو۔ انھیں اچھی طرح دھو لینا بھی ضروری ہے کیونکہ ان پر کیڑے مار دوائیں وغیرہ بھی چھڑکی جاتی ہیں یہ قدرتی لیپ چونکہ جلد خراب ہو جاتی ہیں اس لیے درکار مقدار میں ہی تیار کرنے چاہئیں ان کی تیاری بھی مشکل نہیں ہوتی اپنے باورچی خانے کا جائزہ لیں تو ان میں سے کئی چیزیں مثلاً دہی انڈے اور شہد گھر میں ہی مل جائیں گے بلکہ روز آنے والے کئی

پھل اور سبزیاں بھی حسن کے نکھار نے میں کام آسکتی ہیں۔

کیلا
حسن بخش پھلوں میں کیلے کا بڑا اہم مقام ہے حیاتین سے بھر پور یہ پھل جلد اور بالوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوتا ہے اس میں کیلیں اور داغ دھبے دور کرنے کی بھی بڑی صلاحیت ہوتی ہے چھیلنے کے بعد کیلا بھوری رنگت اختیار کر لیتا ہے جس سے اس کی تاثیر ختم نہیں ہوتی کیلا ہمیشہ بے داغ لینا چاہیے۔

جلد کی خشکی کے لیے
جلد کی خشکی دور کر کے اسے تروتازہ رکھنے کے لیے ایک بڑا چھچھیلے کا گود اور ایک چھوٹا چھچھیلے شہد اچھی طرح ملا کر چہرے کی صاف کی ہوئی جلد اور گردن پر لگائیں۔ آنکھیں اور ہونٹ محفوظ رکھیں لیپ لگانے کے پس منٹ بعد نیم گرم پانی سے چہرہ اور گردن دھولیں۔

خشک بالوں کے لیے
بالوں کے لحاظ سے کیلے کے گودے میں بادام کا تیل اتنا ملائیں کہ ذرا پتلا سالیپ بن جائے جو بالوں اور ان کی جڑوں پر لگانے کے لیے کافی ہو اسے لگانے کیب بعد سر کو پلاسٹک کی ٹوپی یا تھیلی سے ڈھک کر اوپر سے تولیہ لپیٹ لیجئے ایک گھنٹے بعد کسی ہلکے شیمپو (بے ٹی شیمپو) سے سر اچھی طرح دھو لیجئے اس کا ہفتے میں ایک بار استعمال کافی ہو گا۔

پیتا
دستلی امریکہ کا یہ پھل بر صغیر میں صدیوں سے استعمال ہو رہا ہے ہانصے کی بہتری کے علاوہ اس میں موجود اہم غذائی اجزا صحت اور توانائی کا سامان کرتے ہیں اس میں ہانصہ اجزا خوب ہوتے ہیں اس لیے جلد پر اس کے لیپ سے مراد خلیات بڑی عمدگی سے دور کیے جا سکتے ہیں اس طرح جلد نکھر جاتی ہے۔

کھر درمی جلد سے نجات کے لیے کوئی دو چھوٹے چھچھیلے کے پیسے کا گودا اچھی طرح گھوٹ لیجئے اور اس میں ایک چھوٹا چھچھیلے شہد ملا کر اسے چہرے اور گردن پر لیپ کر کے پندرہ منٹ بعد دھولیں اور مونسچر انڈر لگائیں۔

دھبوں اور کیلوں کے لیے
پیسے کے گودے میں شہد کی جگہ بغیر بالائی کا دہی ملا کر لگائیں پندرہ منٹ بعد گرم پانی سے دھولیں۔

پھولی آنکھوں کے لیے
آنکھ کے اطراف کی جلد پھول گئی ہو تو آنکھیں بند کر کے پیسے کے پتلے پتلے قتلے پھولی ہوئی جگہ پر رکھ کر پانچ منٹ بعد گرم پانی سے دھولیں۔

پکے پیسے کے پھلکے کا اندرونی حصہ پورے جسم پر ملیں اس سے دوران خون بھی تیز ہو گا اور کھر درمی جلد نرم ہو جائے گی پندرہ منٹ بعد نیم گرم پانی سے دھولیں۔

سیب اس میں پائے جانے والے خامرات (انزائمز) میں جلد کے مردہ خلیات اور بھریا دور کر کے جلد نکھارنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

اس سے گومڑیاں پھنسیاں اور کیلیں دور ہو جاتی ہیں۔ سیب کے لیپ سے جلد کی تیزابیت بحال ہو جاتی ہے اور وہ چھوٹ و سرائیت (افیکشن) سے محفوظ رہتی ہے جلد کے ریشوں کو سیب میں موجود حیاتین الف (وٹامن اے) اور ج (سی) سے غذائیت ملتی ہے اور وہ بڑھتے اور اپنی مرمت و اصلاح کرتے ہیں ملی جلی یعنی خشک چکنی جلد کے لیے سیب کا گودا بقدر ضرورت جلد پر لگا کر پندرہ یا بیس منٹ بعد اچھی طرح دھو کر مونسچر انڈر لگائیں۔

کیلوں کے لیے
سیب کی پتلی قاشیں کاٹ کر ٹھوڑے سے پانی میں دھسی آٹھ پر گلا کر نرم گودا سا بنا کر ٹھنڈا ہونے کے بعد چہرے پر لگا لیں پندرہ منٹ بعد دھولیں دو بڑے چھچھیلے گرم پانی میں سیب کا رس دو بڑے چھچھیلے ملا کر سر پر ملیں اور دس منٹ بعد سرد دھو لیجئے۔ یہ عمل ہفتے میں دو یا تین مرتبہ کریں۔

دھوپ کا اثر
دھوپ سے جھلسی ہوئی جلد کے لیے سیب کی قاشیں متاثرہ حصے پر رکھیں اس سے ٹھنڈک پڑ جائیگی اور درم بھی کم ہو جائیگا

کھیر
کھیرے میں محض پانی نہیں ہوتا اس میں اکثر حیاتین اور معدنی نمک بھی ہوتے ہیں اس میں موجود حیاتین ج کی وجہ سے اسے لگانے سے جلد کے بیکریا ہلاک ہو جاتے ہیں اور کیل نہیں نکلتے اس میں پوٹاشیم سیلی کون اور گندھک بھی ہوتی ہے ان سے جلد کے خلیات صحت مند اور لچک دار رہتے ہیں،

تھکی ہوئی آنکھوں کے لیے کھیرے کی پتلی چھتیاں کاٹ لیں اور آرام سے لیٹنے کے بعد انھیں پلکوں پر رکھیں پندرہ منٹ بعد ٹھنڈے پانی سے دھولیں اس سے آنکھوں کی تھکاوٹ دور ہو جائیگی۔

کھلے مساموں کے لیے
کھلے اور بڑے مساموں کے لیے پاؤ بھر (۲۵۰ گرام) کھیر ابلیدر میں پیس کر اس میں ایک چھوٹا چھچھیلے عرق گلاب اور رتی بھر پھینکری ملا کر چھان کر اسے چہرے پر پانچ منٹ لگا کر گرم پانی سے دھو کر مونسچر انڈر لگائیں اسے آپ ریفریجریٹر میں دو تین دن رکھ کر بھی استعمال کر سکتی ہیں پاؤ بھر کھیرے کو پیس کر اس میں ایک چھوٹا چھچھیلے لیموں کا رس ملا لیجئے اور چہرے پر لگا کر پانچ منٹ بعد دھولیں اس سے چہرے کے کیل ختم ہو جائیگے اور پھیلی ہوئی ڈھیلی جلد بھی سگڑ جائیگی۔

ہوں کہ پھل پھول یا نہیں انھیں توجہ اور باقاعدگی سے استعمال کر کے صحت و حسن کا سامان کیا جاسکتا ہے کیلے پیٹے انٹاس سب اور نگڑی کی طرح آٹو میں بھی درم دور کرنے جلد کو نرم اور ہموار کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

نماز اور چتر کی طرح گاجر کی رنگت خوب یہ کھتی محسوس ہوتی ہے کہ اس کا استعمال حسن افزا بھی ہے اور صحت افزا بھی تازہ لال لال رسیلی گاجریں جسم اور جلد کو بڑھاپے کی بیخار سے روکتی ہیں جلد کو صاف اور نرم رکھتی ہیں ان میں جلد کے لیے غذائیت بھی ہوتی ہے

اس میں دو بڑے چمچے دیہی پھینٹ کر اچھی طرح ملائیں اسے ریفریجریٹر میں کئی گھنٹے ٹھنڈا کرنے کے بعد جلد پر اچھی طرح لگا کر دس منٹ بعد سادہ پانی سے دھو کر خشک کر لیں۔

کیلوں بھری سوچی ہوئی جلد کے لیے چار چھوٹے تازہ آٹوؤں کو اچھی طرح دھو کر ان کا رس نکال لیں اور بلیندر یا ہانڈا کو ہندی سے (مرچ مسالے والی نہیں) اچھی طرح پیس لیجئے اس میں دو چمچے جینی (اوشس) باریک پیس کر گاڑھالپ بنا لیجئے اسے چند منٹ تک دھیرے دھیرے جلد پر ملتے رہنے اور پھر پندرہ منٹ کے لیے چھوڑ دیجئے اور گرم پانی سے دھو ڈالیں۔

سب جانتے ہیں کہ گاجروں میں حیاتین الف ب (بی) ج (سی) اور بڑھاپے کا عمل کرنے والا بزمینا کیروٹین بھی ہوتا ہے ان اجزا سے جلد بال اور آنکھیں صحت مند رہتے ہیں گاجریں خاص طور پر کیلیں بھری چکنی جلد کے لیے بہت مفید ہوتی ہیں ان کی خوبی یہ بھی ہے کہ یہ خشک جلد کی بھی دوست رہتی ہیں یورپ و امریکہ میں ان کا تیل بھی ملتا ہے جس کے لگانے سے جلد کے داغ دور ہو جاتے ہیں۔

روغن بادام کی چند بوندیں اور تھوڑا سا گندم کا آٹا ملا کر مالش کریں اور دس منٹ سے پندرہ منٹ بعد نیم گرم پانی سے دھو لیں۔

سوچی آنکھیں سوچی اور پھولی ہوئی آنکھوں کے لیے آٹو کی نمایت پٹی کئی ہوئی چھتیاں لیجئے بستر میں آرام سے لیٹ کر آنکھیں بند کر کے انھیں آنکھوں کے اوپر رکھ کر پندرہ منٹ لئے رہنے پھر ٹھنڈے پانی سے چہرے کو دھو لیجئے۔

کیلوں پھنسیوں کے لیے اگر آپ کیلوں پھنسیوں سے تنگ ہوں دھوپ نے جلد کو جھلس دیا ہو تو ایک تازہ درمیانی سائز کی گاجر کدو کش کر لیجئے کیلوں پھنسیوں کے لیے اس میں ایک چھوٹا چمچ لیموں کا رس اچھی طرح ملا کر اسے چہرے پر اچھی طرح لگا کر پانچ منٹ انتظار کیجئے اور پھر گرم پانی سے دھو ڈالیں یہ لیپ پانچ منٹ سے زیادہ لگانے سے دھوپ سے جھلسی ہوئی جلد کو بڑا آرام دینے دیتے کیونکہ بہت گوری جلد پر اس کا رنگ چڑھ سکتا ہے۔

خوبانی یہ جلد کے لیے بہت مفید ہوتی ہے۔ خوبانی جلد کو نرم رکھتی ہے اور اسے غذائیت بخش کر حسن کو نکھارتی ہے اسے مختلف پھلوں کے گودے وغیرہ شامل کر کے لگانے سے جلد میں نئی جان پڑ جاتی ہے اس کی گرمی یعنی مغز کا تیل بھی بہت مفید ہوتا ہے اس میں حیاتین اور نمکیات ہوتے ہیں یہ تیل خشک جلد کے لیے بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔

جھلسی جلد آٹو کا لچھا کاٹ کر چہرے پر لگائے اس سے دھوپ سے جھلسی ہوئی جلد کو بڑا آرام دینے کا سوزش اور جلن دور ہو جائیگی اور درم دور ہو جائیگا۔

تین خوبانیوں کو اچھی طرح پیس کر اس میں اسی کی گرمی (۱۰-۱۵) دانے باریک پیس کر ملا لیں یا بادام کا تیل (ایک چھوٹا چمچ) شامل کر لیں ایک چمچ پیٹے یا پکے آم کا گودا بھی ملا کر جلد پر لیپ کریں اور پندرہ منٹ بعد تازہ پانی سے دھو لیجئے۔

نرم جلد کے لیے جلد خشک اور کھردری ہو گئی ہو تو دو یا تین خوبانیوں کو اچھی طرح پیس کر اس میں اسی کی گرمی (۱۰-۱۵) دانے باریک پیس کر ملا لیں یا بادام کا تیل (ایک چھوٹا چمچ) شامل کر لیں ایک چمچ پیٹے یا پکے آم کا گودا بھی ملا کر جلد پر لیپ کریں اور پندرہ منٹ بعد تازہ پانی سے دھو لیجئے۔

سوچی ہونی جلد ایک درمیانی گاجر کدو کش کر کے

جھریوں کے لیے (باتی ۲۹ پر)

مفتی راشد حسین ندوی

سوال جواب

س۔ ہماری مسجد میں امام اور موذن مقرر ہیں نماز کے اوقات بھی متعین ہیں کچھ لوگ کبھی کبھار متعین اوقات سے پہلے اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ موذن امام اور ہتھیہ لوگ بعد میں آکر نماز پڑھتے ہیں جواب طلب امر یہ ہی کہ اصلی جماعت پہلے لوگوں کی مانی جائیگی یا دوسرے لوگوں کی۔

س۔ ہمارے کسی وجہ سے کمرہ میں نماز پڑھنا ہے جہاں اس کی بیوی بھی ہے اس صورت میں دونوں اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھیں یا جماعت سے پڑھیں؟

س۔ شیر خوار بچے کی تھپاک ہے یا تھپاک؟

س۔ ایک شخص اذان دے رہا تھا درمیان میں آواز بالکل پھنسن گئی جس کی وجہ سے دوسرے شخص کو اذان دینا پڑا تو دوسرا شخص پوری اذان دہرائے یا جہاں پہلے موذن نے چھوڑا تھا اس کے آگے سے اذان دے۔

س۔ اگر رکعت فوت ہو جانے کا خطرہ سے آستین اتارے بغیر کھلی کہنیوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا تو بعد میں نماز میں آستین اتارے یا نہیں؟

س۔ صورت مسئلہ میں اصلی اور مستحب جماعت بعد والے حضرات کی ہے (ہندیہ ص ۵۳)۔

س۔ اگر رکعت فوت ہو جانے کا خطرہ سے آستین اتارے بغیر کھلی کہنیوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گیا تو بعد میں نماز میں آستین اتارے یا نہیں؟

س۔ اگر کسی ضرورت سے بینک میں رقم جمع

ج۔ افضل یہ ہے کہ عمل قلیل سے اپنی آستین اتار لے ایسی صورت اختیار نہ کرے کہ عمل کثیر ہو جائے اس کی صورت یہ ہے کہ آستین تھوڑا تھوڑا کر کے کچھ توڑے میں کچھ سجدہ میں کچھ جلسہ میں موقع بہ موقع عمل قلیل سے اتار لے (شامی۔ ص ۴۳)۔

س۔ شوہر کو کسی وجہ سے کمرہ میں نماز پڑھنا ہے جہاں اس کی بیوی بھی ہے اس صورت میں دونوں اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھیں یا جماعت سے پڑھیں؟

ج۔ صورت مسئلہ میں ان کو اختیار ہے چاہیں تو الگ الگ نماز پڑھیں چاہیں تو جماعت سے پڑھیں لیکن قائم کرنے کی صورت میں بیوی پیچھے کھڑی ہو بغل میں نہ کھڑی ہو۔

(بقیہ حسن نکھاریٹھے)

ہوئے بادام ایک چمچ ملا کر آنکھوں کے اطراف ہلکے ہلکے لگائیں اس کے لگانے کا بہترین موقع سوتے وقت ہے۔ لگانے سے پہلے جلد پر روغن بادام ہلکا لگا کر اوپر سے لیپ لگائیں اور صبح پانی سے دھو دیں تازہ خوبانی کی جگہ خشک خوبانی بھی استعمال کی جاسکتی ہے لیکن اسے پانی میں خوب بھگو کر استعمال کرنا چاہیے۔